

پرکاشکا - ۵۳



دیوانِ غالب

مرتبہ:
عبدالحق



About the Editor

Professor Abdul Haq is an eminent scholar and an authority of Urdu language, literature and culture. He was Professor and Head of Urdu Department in Delhi University. He served for ten years as President of All India Urdu Teachers' Association. Prof. Haq is associated with a number of universities and reputed institutions in India as a member of academic bodies, advisory committees and committees of courses. He has lectured as Visiting Professor in several universities all over India besides being invited to numerous countries abroad. The scholar has edited and authored more than fifty books. More than hundred research papers of Dr. Abdul Haq have been published and enriched the discipline of Urdu literature. These have been widely acclaimed by scholarly world. Among his important publications, mention may be made of Iqbal ke Ibtidai Afkar, Asri Lughat, Iqbal aur Iqbaliyat, Rasheed Ahmad Siddiqi, Iqbal Shaire Rangeen Nawa, Diwan-e-Hatim.

Professor Haq has received several state and national level honours and awards including Delhi Urdu Academy Award for Research Contribution in Urdu. He has been honoured as Professor Emeritus and Distinguished Service Award by the University of Delhi. He has received the most prestigious life time achievement award from the Delhi Urdu Academy, Govt. of Delhi and has been recently honoured by Iqbal Samman Award by the West Bengal Urdu Academy, Govt. of West Bengal on 20th May 2017.

دیوان غالب

پرکاشیکا نمبر ۵۳



جنرل ایڈیٹر

پرتاپ نند جھا

درختہ دارط کا کتب خانہ
عبدالحق
۲۵
۶۲۲

دیوان غالب

اہم خطی نسخہ کی عکسی اشاعت



عبدالحق



نیشنل مشن فار مینسکرپٹس، نئی دہلی

اصیلہ آفسیٹ پرنٹرز، نئی دہلی

© جملہ حقوق محفوظ

ناشر:
نیشنل مشن فار مینسکرپٹس

۱۱۔ مان سنگھ روڈ، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

ویب سائٹ: www.namami.org

ای میل: director.namami@gmail.com

معاون ناشر:

اصیلہ آفسیٹ پرنٹرز

۱۳۰۷-۰۸، کلاں محل، دریا گنج، نئی دہلی

ٹیلیفون: ۰۱۱-۲۳۲۸۹۵۳۹

ای میل: javedasila@gmail.com

مرتبہ: پروفیسر عبدالحق

سن اشاعت: ۲۰۲۱ء

قیمت: Rs.500/-

ISBN: 978-80829-02-4 (Series)

978-80829-82-1

عرض حال

اقبال نشاط کار کی ہوس میں متواتر اضافے کے محرک بھی ہیں۔ انہوں نے مجھے مختلف موضوعات کے مطالعہ کے لیے موقع فراہم کیے ہیں وہ مشرق و مغرب کے جہان جدید و قدیم کے ساتھ عالم نازاد کی نگہ داری کی بھرپور بصیرت بھی بخشتے ہیں۔ انہیں کے وسیلے سے ناچیز رومی و حافظ یا نظیری و غالب سے روشناس ہوا۔ راقم کا یقین ہے کہ کلام اقبال میں رومی کے بعد سب سے زیادہ غالب کے حوالے ہیں۔ رومی پر غالب جیسی کوئی مربوط لفظ بھی نہیں ہے۔ تفکیری تناظر میں اقبال کو غالب سے برائے نام قربت بے سبب نہیں۔ راقم کو اقبال کے توسط سے ہی غالب کو پڑھنے کی تشویق ہوئی۔ اسی شوق کے طفیل اس قلمی نسخے کی اشاعت پر توجہ ہوئی۔ یہ خطی نسخہ ۱۹۷۵ء سے میری تحویل میں ہے، میری محرومی تھی کہ اب تک متوجہ نہ ہو سکا۔ اس میں شائبہ تقدیر کے ساتھ میری بے سوادگی اور کم نگاہی کو بھی دخل ہے۔ غالب شناسوں کی بلندقامتی کے روبرو اپنے قد کی کوتاہی پر شرمسار ہوتا رہا۔ مگر اب مطمئن ہوں کہ ناچیز کو اس نسبت پر ناز ہے کیوں کہ انہوں نے ہمارے شعری سرمایہ میں تفکیر و تدبر کی طرح ڈالی۔ صاحب نظر کو بزرگوں کی کہنہ روایت سے پرہیز لازم قرار دیا۔ مستعار ارض و سما کو سمار کر کے ایک نئی دنیا آباد کرنے کا اعلان کیا۔ شمع ماتم خانہ کو برق سے روشن کرنے کی آرزو کی۔ خون گرم دہقاں اور بال جبریل کی بلند پروازی کی بات ہے۔ وہ قطرہ شبنم کی جرأت مندی کے منتظر ہیں جو وجود کو معدوم کر دینے والی خورشید تاباں کی تمیش کو جانتے ہوئے اس سے آنکھیں ملانے کی ہمت رکھتی ہے۔ غالب خرمن اور کھیتی کو برق و باران کے سپرد کرنے کا حوصلہ بخشتے ہیں۔ غالب کے یہاں نائے و نوش اور نغمہ و نشاط کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔

عبداللہ الحق

مقدمہ

غالب فنی عظمتوں کے حیرت فروز شاعر ہیں۔ ان کے دیوان کو الہامی طاق پر سجا کر شاید ہم انتقاد کی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو گئے۔ غالب کا مطالبہ کچھ اور ہے۔ وہ اپنے دیوان کو دنیا کے سخن کا دستور تسلیم کرتے ہیں اپنی شخصیت کے بارے میں غلو سے بھی گریز نہیں کرتے۔ وہ خود کو لوح رازی کا راز دار اور عربی و فارسی کی سخنوری کے چمن زار کا بلبل بنا آفریدہ کہتے ہیں۔ وہ نغمہ ہائے صدرنگ کی آتش نوائی کے اسرار سے باخبر بھی ہیں۔

غالب ذولسان شاعر ہیں۔ فارسی و اردو میں ان کا ایک گراں مایہ ذخیرہ موجود ہے۔ اردو کلام کو ترتیب دیتے وقت انتخاب و اصلاح سے کام لیا۔ ایک معقول حصہ کلام حذف کر دیا۔ دیوان مختلف وقفوں میں شائع ہوتا رہا۔ ان کی مقبولیت دیکھتے کہ ان کی حیات میں دیوان پانچ یا چھ بار شائع ہوا۔ بار بار کی اشاعتوں میں نظر ثانی ہوتی رہی۔ اصلاح و اضافہ سے متن کا تبدیل ہونا ایک فطری عمل تھا۔

کلام غالب کو ان کے دور میں قدر کی نظر سے دیکھا گیا۔ انتقال کے بعد اس کی مقبولیت میں حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ انیسویں صدی کے کسی شاعر کا کلام فن کار کی زندگی میں پانچ بار شائع نہ ہو سکا۔ یہ شرف غالب کے اردو دیوان کو حاصل ہے۔ غالب نے پچیس سال کی عمر میں (۱۸۲۱ء) اردو کلام مرتب کر لیا تھا۔ لیکن اردو دیوان مطبع سید الاخبار دہلی سے ۱۸۴۱ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ تقریباً چھ سال بعد (۱۸۴۷ء) میں اس کا دوسرا نقش مطبع دارالسلام دہلی اور ۱۸۶۱ء میں تیسری بار مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا۔ یہ تینوں اشاعتیں دہلی اور غالب کی نگرانی میں منظر عام پر آئیں۔ مطبع نظامی کانپور نے چوتھا ایڈیشن شائع کیا۔ آگرہ کے منشی شیونرائن کی نگرانی میں پانچویں بار ۱۸۶۳ء میں دیوان طبع ہوا۔ ۱۸۲۱ء سے لے کر پانچویں اشاعت تک کلام میں ترمیم و اضافے

ہوتے رہے۔ یہ ایک فطری عمل تھا کیوں کہ فن کار کی تخلیق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ۱۸۲۱ء سے ۱۸۶۳ء کے درمیان تقریباً چالیس سال کا وقفہ ہے۔ دیوان کے تمام نسخوں میں نسخہ حمید یہ کو بڑا اعتبار حاصل ہے۔ کیوں کہ اس میں متداول کلام کے ساتھ منسوخ کلام بھی شامل ہے۔ ایک طرح سے یہ مکمل دیوان غالب ہے، جس میں تقریباً ساڑھے سولہ سوا شعراء درج ہیں۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے ۱۹۱۸ء میں حمید یہ لائبریری بھوپال سے اس نسخے کو حاصل کیا تھا، جسے اس وقت کے مشیر تعلیم ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری کو پیش کیا گیا۔ انھوں نے اسی نسخے کی اشاعت کے لیے اپنا گراں قدر مقدمہ لکھا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد مفتی محمد انوار الحق کی سرپرستی میں اس نسخہ کی ۱۹۳۱ء میں اشاعت ہوئی۔ ڈاکٹر بجنوری کا مقدمہ مولوی عبدالحق نے ۱۹۳۱ء میں انجمن ترقی اردو کی جانب سے شائع کیا تھا۔ وہ مقدمہ دیوان کا حصہ نہ بن سکا، الگ کتابی صورت میں شائع ہوتا رہا ہے۔

اردو کے مقابلہ ان کا فارسی سرمایہ سخن کہیں زیادہ ہے۔ فارسی کلیات اردو دیوان کے چند سال بعد شائع ہوا۔ کلکتہ کے سفر (۱۸۳۷ء) سے واپسی پر غالب نے فارسی کلیات کی جمع و ترتیب پر توجہ دی۔ اس کا نام 'میتخانہ آرزو سرانجام' رکھا۔ اس کی تکمیل و اشاعت میں کئی سال صرف ہوئے۔ کلیات فارسی کا پہلا نقش ۱۸۳۵ء میں مطبع دارالسلام دہلی سے شائع ہوا۔ غالب کے تجویز کردہ نام سے الگ 'دیوان فارسی الفصح الفصحی المبلغ البلاء' کی عبارت سرورق پر موجود ہے۔ بعد ازاں اس کا دوسرا ایڈیشن منشی نول کشور نے لکھنؤ سے ۱۸۶۳ء میں شائع کیا۔ اس اشاعت میں اشعار کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے، کیوں کہ پہلی اشاعت سے ۱۸۶۲ء تک جو کلام تخلیق ہوا کم و بیش اس میں شامل کر لیا گیا۔ فارسی کلیات کے دو اہم مخطوطے خدائش لائبریری پٹنہ اور انجمن ترقی اردو کراچی کے ذخیرے میں محفوظ ہیں۔ اردو دیوان کے چند خطی نسخے بھی موجود ہیں۔ چند برس پہلے نسخہ امر وہیہ کی بازیافت اور استناد پر خیال افروز علمی بحث شروع ہوئی۔

تحقیق میں خطی نسخوں کی دریافت اور ان کا استناد ایک سنگین مسئلہ ہے۔ اگر فن کار کا تیار کردہ یا اصلاح کردہ نسخہ موجود نہیں ہے تو مسائل اور بھی پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ تدوین کی راہیں مسدود و مشتبہ ہو جاتی ہیں۔ غالب کی زندگی میں ان کا کلام شائع ہوتا رہا۔ اس لیے دیوان کی ترتیب و تدوین میں مشکلات کم سے کم ہیں۔ مگر بار بار کی اشاعتوں سے متون میں معمولی فرق کا

آجانا ایک فطری اور غیر شعوری عمل ہوتا ہے۔ خود قلم کار کے ہاتھوں سے تبدیلی بھی ایک آزمائش ہوتی ہے۔

غالب اور اردو دونوں کی خوش نصیبی ہے کہ کلام غالب کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں۔ یوں بھی غالب کو گزرے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے۔ مزید یہ کہ ان کی حیات میں انھوں نے خود ہی کلام مرتب کر دیا تھا۔ اس ترتیب کے وقت انھوں نے کلام کا ایک حصہ حذف کر کے انتخاب کو ترجیح دی تھی۔ یہ ان کی انتقادی نظر کی بات تھی۔ غالب شناسوں نے حسب ذیل قلمی نسخوں کی نشان دہی کی ہے۔

نسخہ بھوپال ۱۲۳۷ھ یعنی ۱۸۲۱ء میں مکمل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا کلام نسخہ حمید یہ میں شامل ہے۔ اصل نسخہ محفوظ نہیں ہے۔ چند دنوں پہلے اس کے موجود ہونے کی خبر آئی ہے۔ نسخہ امروہہ ۱۲۳۱ھ کی یادگار ہے۔ بخط غالب ہونے کے سلسلے میں اہل علم کی مختلف رائیں ہیں۔ برصغیر میں اس نسخے کے اصلی جعلی ہونے کے سلسلے میں بڑی بحث ہوئی اور ابھی تک یہ مخطوطہ مستحکم استناد کا منتظر ہے۔ نسخہ شیرانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نسخہ بھوپال کا مبیضہ ہے۔ یہ ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۶ء) میں تیار کیا گیا۔ گل رعنا کی کتابت ۱۸۲۸ء اور ۱۸۲۹ء کے درمیان مکمل ہوئی۔ نسخہ رام پور ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ء) میں تیار ہوا۔ نسخہ بدایوں ۱۸۳۵ء کا لکھا ہوا ہے۔ کراچی کا نسخہ دیوان غالب ۱۸۳۵ء کا بتایا جاتا ہے۔ نسخہ لاہور ۱۸۵۶ء میں رقم کیا گیا۔ رام پور کے ایک اور نسخے کی نشان دہی کی جاتی ہے جو ۱۸۵۵ء میں لکھا گیا۔ ایک اور مخطوطہ ہے جو نسخہ طاہر کے نام سے منسوب ہے۔ یہ ۱۸۶۰ء کا مرقومہ ہے۔

ایک اور متنازع مخطوطہ کا ذکر مناسب ہوگا، جسے ڈاکٹر سید معین الرحمن نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ انھوں نے دیوان غالب نسخہ خواجہ (خواجہ منظور الحسن) کو ۲۰۰۰ء میں لاہور سے شائع کیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نسخہ لاہور ہی ہے، جس کا تعارف ڈاکٹر سید عبداللہ کراچکی تھے۔ ڈاکٹر تحسین فراقی اور ڈاکٹر سید معین الرحمن میں ٹھن گئی۔ اس بحث کے طفیل کئی اور تصانیف شائع ہوئیں۔ غالب شناس دو صفحوں میں زور آزما ہوئے۔ سطحی اور شخصی تنقید سے دیوان کا وقار مجروح ہوا۔ ہندوستان میں نسخہ امروہہ پر بھی ہنگامہ ہوا۔ ایوان بالا تک بات پہنچی تھی مگر غالبیات

میں اضافہ ہو۔ دونوں کی اشاعت اور ان پر جاری بحث سے غالب شناسی کو ایک جہت ملی اور شہرت بھی۔

مذکورہ نسخوں کی نشان دہی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غالب کے صحنِ حیات میں دیوان کی اشاعتوں کے ساتھ خطی نسخوں کی نقل و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اس سے کلام غالب سے گرویدگی اور شہرت عام کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ راقم کی محرومی ہے کہ کلام غالب کے مذکورہ کسی خطی نسخہ تک رسائی نہ ہو سکی۔ تقریباً تیس سال قبل زیر مطالعہ نسخہ مجھے حاصل ہوا۔ عدم دلچسپی کی بنا پر اس پر توجہ نہ دے سکا۔ ایک سبب یہ بھی تھا کہ یہ نسخہ وفات غالب کے بعد کا لکھا ہوا ہے اور متداول دیوان سے مختلف بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی اضافہ ہے۔ اس وقت میں ناچیز بالاستیعاب مطالعہ بھی نہ کر سکا۔ غالب پر کبھی کبھار ضرورتاً یا فرمائشی مضامین کو مرتب کرتے وقت خیال آیا کہ کیوں نہ اس نسخے کا ایک سرسری تعارف پیش کیا جائے۔ شاید کبھی کسی طالب علم کو آئندہ متوجہ ہونے کا موقع ملے۔ مخطوطہ کے متن کی قرأت اور تقابلیں کے لیے میرے پیش نظر دیوان غالب کا صدی ایڈیشن ہے، جو پہلی سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا تھا۔ نسخہ حمید یہ کا اردو اکیڈمی لکھنؤ کا عکسی ایڈیشن سامنے ہے جو ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا۔

ناچیز کے نزدیک اس نسخے کی تین اہمیت ہے جو قطعی طور پر انقلاب آفریں نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی بہت بڑی دریافت ہے۔ مخطوطات جیسے بھی ہوں ان کی گراں مائیگی سے گریز کم نگہی ہوگی اور کم نصیبی بھی۔ علمِ ادب کے اثاثے کی قدردانی پر ہمیں نازاں ہونا چاہیے۔ ان کی حرمت و حفاظت پر مرثیے کے لیے جان و تن کی پرواہ کیے بغیر ہر طرح کی آتشِ دآزمائش سے نبرد آزما ہونے میں ہی جینے کا مزہ ہے۔

دیوان غالب کے معلوم شدہ قلمی نسخوں میں بس یہ ایک اضافہ ہے اور کسی نہ کسی حد تک اس کی اہمیت بھی ہے۔ دوسرے یہ کہ غالب کی زندگی کا نہ سہی مگر یہ قریب ترین زمانے کا ہے۔ میرا قیاس ہے اور ممکن ہے کہ غالب کی زندگی میں اس کی نقل و کتابت شروع ہوئی ہو۔ خواہ کسی قلمی نسخہ یا مطبوعہ نسخوں کی مدد سے یہ تیار کیا گیا ہو۔ کیوں کہ غالب کے انتقال سے تیس ماہ بعد مخطوطہ مکمل ہوا۔ ۱۵ فروری اور ۲۵ مئی کے درمیان تین ماہ دس دن کا وقفہ ہے۔ یہ نسخہ نواحِ دہلی کی یارگار ہے۔ اس

میں ایک مکمل ترقیمہ ہے، جس میں ماہ و سال کے ساتھ اس نسخہ کی تیاری کا مقصد بھی مرقوم ہے، جس سے یہ شہادت برآمد ہوتی ہے کہ امر اور دوسا کی خدمت میں دیوان غالب کو پیش کرنے کی خواہش یا رسم بھی تھی۔ اس سے بزم خواص میں بھی غالب کی شاعری سے التفات کا پتہ چلتا ہے۔ غالباً یہ پہلا نسخہ ہے جو کسی غیر مسلم صاحب شکوہ و شان کو نذر کیا گیا ہے۔ ملک و ملت کے فرماں روا کو نہ سہی مگر صاحب رام جی ہنڈن کے صاحب حیثیت اور زمین و جائیداد کے مقتدر ہلکے تھے۔ ان سے قطع نظر اس دستی تحریر کی تیسری سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ عہد غالب کا انداز خط اس میں محفوظ ہے، جس سے خط کی ارتقائی صورت حال پر روشنی پڑتی ہے۔ تقریباً پونے دو سو سال کے اسلوب تحریر پر مشتمل اردو رسم خط کا یہ ایک گراں مایہ دستاویز بھی ہے، جس سے امدائی صورتوں میں جگہ جگہ فرق نظر آتا ہے، جس سے اس دور کے انداز خط کا پتہ چلتا ہے۔ اس زمانے کے مخطوطات میں یہ چلن عام ہے کہ پیش کی آواز کے لیے اوکا بالا التزام استعمال ہے۔ اودھیا، اودھر، اوسے، اوسنے، اولے، اوس وغیرہ۔ زیر کے لیے ای کا استعمال ہے۔ ایدھر۔ دوسری آوازاں کے ساتھ بھی تحریر مختلف ہے۔ بڑھ کر، پڑھیے ای، ے کا فرق معدوم ہے۔ ک گ کی کشش میں یکسانیت ہے۔ سوچ کو سوچ لکھا گیا ہے۔ ایسے کئی اختلاف ہیں جو تحریر کے عام مزاج کی نشان دہی کرتے ہیں۔ لفظوں کو ملا کر لکھنا مزاج بن گیا تھا۔

ان سے زیادہ اہم مسئلہ متن میں معمولی اختلاف کا ہے، جو کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ یہ کاتب کے قلم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ پیش نظر نسخہ کی بات ہے جس سے نقل کیا گیا ہے۔ مشہور غزل کے مطلع کے مصرع ثانی کا اختلاف ملاحظہ ہو:

قیس تصویر کے پردہ میں بھی عریاں نکلا

متداول نسخوں میں 'سے' ہے، میں نہیں۔ نسخہ حمید یہ میں بھی 'سے' ہے۔

اسی غزل کے آخری شعر میں:

ہے نو آموز فنا ہست دشوار پسند

عام طور پر مطبوعہ نسخوں میں 'ہے' کی جگہ 'تھی' ہے۔ نسخہ حمید یہ میں بھی 'تھی' لکھا ہے۔

نسخہ حمید یہ کی اس غزل میں دس اشعار ہیں، مگر مطبوعہ اور مخطوطہ میں کل پانچ شعر ہیں:

دوسری غزل میں مخطوطہ میں 'معاملہ' کی جگہ 'مقابلہ' لکھا ہوا ہے:
 'تھا خواب میں خیال کو تجھ سے مقابلہ'
 مخطوطہ اور حمید یہ میں 'معاملہ' ہے۔

چوتھی غزل میں ہے:

'آگ اس کھر کو لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا'

حمید یہ اور مطبوعہ صورت میں 'کو' کی جگہ 'میں' ہے۔

ایک دوسرے شعر میں سوتے کی جگہ سوئے درج ہے۔

بغل میں غیر کے آج آپ سوئے ہیں

ایک جگہ قرض کی جگہ مخطوطہ میں فرض درج ہے۔ عین ممکن ہے کہ سہو کا تب ہو۔ ایک اور

مصرع میں 'سے' لکھا گیا ہے جب کہ مطبوعہ دیوان میں 'میں' ملتا ہے۔

ہاں ہجوم اشک سے تارنگہ نایاب تھا

حمید یہ کا مصرع اس طرح ہے: 'ہاں ہجوم اشک سے تار نظر نایاب تھا'

مطبوعہ دیوان میں ہے: 'ہاں ہجوم اشک میں تارنگہ نایاب تھا'

ایک اور جگہ: 'یاں ہجوم اشک ہے تار نظر نایاب تھا'

تین جگہ سے ہے: مطبوعہ صورت میں 'میں' ہے۔ دو جگہ تارنگہ اور دو جگہ تار نظر ہے۔

مخطوطہ کا ایک دوسرا مصرع ملاحظہ فرمائیں:

میں کہوں گا حال دل اور آپ فرمائیں گے کیا

حمید یہ اور مطبوعہ دیوان میں 'ہم کہیں گے' ہے۔ بعد کے شعر کے مصرع اولیٰ میں 'آویں'

ہے، جب کہ مطبوعہ نسخوں میں 'آویں' کی جگہ 'آئیں' ہیں۔

حضرت ناصح مگر آویں دیدہ و دل فریب راہ

غزل کے آخری شعر کے مصرع اولیٰ میں لفظ دیکھ سہوارہ گیا ہے۔ مخطوطہ میں ایک جگہ

'جنوں' ہے جب کہ مطبوعہ دیوان میں 'مجنوں' ہے۔ مخطوطہ میں 'غلطید ن' ہے جب کہ مطبوعہ میں

اس کا املا 'غلطید ن' نظر آتا ہے۔ یہاں کا تب نے غالب کی پیروی نہ کر کے جمہور کے طریقہ املا کو

پسند کیا ہے، کیوں کہ غائب کو 'غلطیدن' لکھنا مناسب نہیں لگتا۔ وہ 'بغ آہنگ' میں لکھتے ہیں:
 'غلطیدن، غلطیدن، غلطیدن، غلط، غلط، آشکار باد کہ نوشتن این بہ طائے حلی غلط
 است۔' ۱

اسی غزل کے مقطع میں 'حیرت سنج' ہے جب کہ مطبوعہ دیوان میں 'حسرت سنج' درج ہے۔ مخطوطہ میں
 جگہ جگہ 'یہاں' لکھا گیا ہے جب کہ مطبوعہ دیوان میں 'یاں' موجود ہے۔ یہاں یاد ہاں لکھ کر یاں اور
 داں پڑھنے کا غائب ارداج تھا۔ مخطوطہ میں یہ صورت عام ہے:

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہائے گل
 'ہ' کو حذف کر دیا گیا ہے۔ مشہور غزل:

'آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک'

کا اہل محفوظ ہے۔ ہونے تک نہیں ہے۔ اس قرأت پر سنجیدہ گفتگو بھی ہوتی رہی ہے۔ ایک مقطع میں
 'تھے' رقم ہے جب کہ مطبوعہ دیوان میں 'ہیں' درج ہے:

کم جانتے تھے ہم بھی عشق کو پر اب

مخطوطہ کا متن زیادہ صحیح لگتا ہے۔ ایک غزل میں 'یہ' لفظ ردہ گیا ہے جو سوہو کا تب کا نتیجہ ہے:

تیرے وعدہ پر جیے ہم تو جان جھوٹ جانا

آخری غزل میں مخطوطہ میں 'کہنے' درج ہے۔ جب کہ مطبوعہ اور حمید یہ میں 'گھنے' لکھا ہوا ہے۔

دل ہوا کش مکش چارہ زحمت میں تمام

مٹ گیا کہنے میں اس عقدہ کا وا ہو جانا

اس غزل کے اشعار کی ترتیب میں ایک معمولی تبدیلی قابل توجہ ہے۔ مطبوعہ نسخوں میں

مقطع کے بعد یہ شعر درج ہے:

تا کہ تجھ پر کھلے اعجاز ہوائے صیقل

دیکھ برسات میں سبز آئینے کا ہوا جانا

مخطوطہ اور حمید یہ میں یہ شعر مقطع سے پہلے ہے، جو صحیح لگتا ہے۔ اسی ردیف الف کی ایک

۱۔ 'بغ آہنگ'، مرتبہ پروفیسر حنیف نقوی، پٹنہ، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۷

غزل کے مطلع میں 'آئیں' ہے۔ مطبوعہ میں 'آئے' ہے۔

جور سے بار آئیں پر باز آئیں کیا

ایک غزل میں 'ہوگا' ہے جب کہ مطبوعہ نسخوں میں یہ شمول حمید یہ 'ہوتا' لکھا گیا ہے 'ہوگا'

مناسب نہیں ہے۔

عرش سے ایدھر ہوگا کاش کے مکاں اپنا

حمید یہ میں 'ادھر' کی جگہ پر 'ئے' ہے۔ اس طرح سے نسخوں میں اختلاف کا ہونا صحیح تدوین

کا مطالبہ کرتا ہے۔ 'طراز' کو مخطوطہ میں 'تراز' لکھا ہے جو کاتب کی کم سوادی نہیں بلکہ منشاء غالب

کے مطابق ہے، کیوں کہ غالب باصرہ اس املا کی تاکید کرتے اور خود بھی کاربند تھے۔ مخطوطہ میں

شاگردوں کو لکھتے رہے۔ میاں داد خاں سیاح کو لکھا ہے

'جس طرح عین فارسی میں نہیں ہے' طو۔ بھی نہیں ہے۔ مثلاً قشت لغت

فارسی الاصل ہے۔ املا اس کی طوے سے غلط ہے۔' ۱۔

'بیچ آہنگ' میں بھی یہ تاکید موجود ہے:

'ترازیدن، ترازید، ترازیدہ، ترازندہ، تراز املائے میں بہ طائے خطی

جائز نیست۔' ۲۔

غالب کا یہ اپنا خیال تھا، جس کی مخالفت حای، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے

کی ہے۔

مخطوطہ میں کاتب نے اگر طراز کو تراز لکھا ہے تو املائے غالب کے مطابق ہے۔ اس سے

یقین ہوتا ہے کہ کاتب کے پیش نظر دیوان کا ایسا نسخہ قلمی یا مطبوعہ موجود تھا، جو املائے غالب کے

مطابق تیار کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ جمہور کا یہ طریقہ نہ تھا۔

ب ردیف کی غزل میں ایک شعر میں نقل کی ترتیب میں فرق ہے۔ مخطوطہ میں چوتھا شعر

مطبوعہ میں چھٹا شعر ہے۔ آئیں اور آئے کا فرق بتایا جا چکا ہے۔ ایک اور غزل میں جائے ہے

مطبوعہ دیوان میں جائیں ہے۔

۱۔ غالب کے مخطوط (جلد دوم)، مرتبہ ڈاکٹر خلیق انجم، نئی دہلی، ۱۹۸۵ء، ص ۵۵۴

۲۔ بیچ آہنگ، مرتبہ پروفیسر حنیف نقوی، پٹنہ، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۵

جلاد کو لیکن وہ کہے جائے کہ ہاں اور
عارف کے مرثیہ میں شعر کی ترتیب میں فرق ہے۔ حمید یہ اور مطبوعہ میں مقطع سے پہلے یہ
شعر ہے:

گزری نہ بہر حال یہ مدت خوش و ناخوش
جب کہ مخطوطہ میں مقطع سے پہلے یہ شعر ہے:

مجھ سے تمہیں نفرت کبھی نہر سے لڑائی
مخطوطہ کے کاتب کے پیش نگاہ جو نسخہ تھا۔ اس میں غائباً بھی ترتیب رہی ہوگی۔ ایک
اور جگہ معمولی سا فرق نظر آتا ہے۔ مطبوعہ صورت میں 'لگائے' ہے۔ خطی نسخہ میں 'لگا دے' لکھا
گیا ہے:

لگا دے خانہ آئینہ میں روئے نگار آتش
حمید یہ میں بھی 'لگا دے' ہے۔

باوجود یک جہاں ہنگامہ پیرائی نہیں
مطبوعہ کلام میں 'پیرائی' کی جگہ 'پیدائی' لکھا گیا ہے۔ ایک مصرع ہے:

تا بھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر
مخطوطہ میں عمر بھر کی جگہ رات بھر ہے۔ راقم کو یہ زیادہ بہتر لگتا ہے۔ ایک اور مشہور مصرع
میں ایک لفظ کی تبدیلی کھٹکتی ہے:

رو میں ہے رخس عمر کہاں دیکھئے تھکے
عام دیوان میں مخطوطہ کے برخلاف تھکے ہے اور یہی زباں زد بھی ہے۔ لیکن خطی نسخہ کی
تبدیلی کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مخطوطہ میں مصرع اس طرح لکھا ہے:
مہر گردوں ہے چراغاں رہ گزار باد ہاں
مطبوعہ دیوان کا متن زیادہ بہتر لگتا ہے:

مہر گردوں ہے چراغ رہ گزار باد ہاں
یہاں غالب کے طرزِ انداز کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ وہ تو 'ذ' کے سرے سے قائل ہی نہ تھے۔

اس پر بحث ہوتی رہی اور غالب اپنے موقف سے ہٹے نہیں۔ ہمارے تحقیقی اکابرین ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر نذیر احمد نے غالب سے اختلاف کیا ہے اور 'ز' کو حرف تسلیم کیا۔
 خطی نسخہ میں اس شعر کے بعد 'مطبع' دیگر جلی حروف میں لکھا ہے۔ جب کہ ایک نئی غزل شروع ہوتی ہے۔ اس غزل کا مشہور شعر ہے:

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
 مطبوعہ دیوان میں وہ 'آئیں' ہے۔ اس سے بہتر 'آئے' محسوس ہوتا ہے۔ ایک اور غزل کے متن میں معمولی فرق نظر آتا ہے:

رکھے ہے تو قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ
 مطبوعہ دیوان میں 'رکھتے ہو' لکھا گیا ہے۔

اس غزل کے مقطع میں بھی کہ 'اور جو' کا فرق ہے۔ مملوکہ نسخے میں مصرع اس طرح ہے۔
 وہ دن گئے کہ کہتے تھے تو کر نہیں ہوں میں
 مطبوعہ دیوان میں 'جو' ہے۔

ایک مصرع میں لفظوں کی ترتیب میں معمولی فرق ہے۔
 مخطوطہ: میں گیا بھی واں تو ان کی گالیوں کا کیا جواب
 مطبوعہ: واں گیا بھی میں..

مخطوطہ میں مقطع کے بعد وہ شعر درج ہے جو مطبوعہ میں مقطع سے پہلے ہے:
 رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
 ایک اور فرق ملاحظہ ہو غیر کی جگہ کوئی ہے۔

مخطوطہ: بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں
 حمید یہ میں دونوں قرأت موجود ہے:

بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم غیر کوئی اٹھائے کیوں؟

اسی غزل کا ایک مصرعہ ثانی ہے:

اپنے جو اعتماد پہ ہے غیر کو آزمائے کیوں

معنی کے اعتبار سے بہت مناسب لگتا ہے۔

ردیف 'و' کی پہلی غزل میں 'خرام ناز آجائے' کی جگہ مخطوطہ میں 'خرام ناز آجائے' ہے۔ ایک فرق قابل توجہ ہے:

مخطوطہ تیرا جلوہ گاہ ہو

مطبوعہ تری جلوہ گاہ ہو

مشہور غزل کا مصرعہ ثانی میں ایک لفظ کا فرق ہے۔

مخطوطہ سبک سر ہو کے کیا پوچھیں

حمید یہ اور مطبوعہ سبک سر بن کے کیا پوچھیں

مخطوطہ کہ جب دل میں تمہیں تم ہو پھر آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

حمید یہ اور مطبوعہ میں 'پھر' کی جگہ 'تو' ہے۔ پھر زیادہ سوزوں لگتا ہے۔

حمید یہ اور مخطوطہ بے درود یو اساک گھر بنایا چاہیے

مطبوعہ میں 'بنایا' کی جگہ 'بنانا' لکھا ہوا ہے۔ یہاں بھی راقم کو بنایا زیادہ فصیح لگتا ہے۔

مخطوطہ میں ایک مقطع میں 'سے' لکھنا رہ گیا ہے۔ ایک جگہ اور ہوئی 'کو' ہے لکھا گیا ہے، جو

غلط ہے۔ ایک اور جگہ 'تھی' لکھنے سے رہ گیا ہے۔ تعجب ہے کہ کاتب نے ایک محترم شخصیت کو پیش کیے جانے والے نسخے کو بے احتیاطی سے نقل کیا ہے۔ اسی غزل میں ابک شعر کی ترتیب بدل گئی ہے۔

مری ہستی قضائے حسرت آباد تمنا ہے

ہو سکتا ہے کہ یہ حیرت ہی ہو، کاتب نخطے لگانا بھول گیا ہو۔ کیوں کہ حمید یہ اور مطبوعہ

صورت میں حیرت ہی ہے۔ اگرچہ حسرت بھی فصیح ہے۔ غالب کے اسالیب فکر میں حسرت کا اکثر ذکر ملتا ہے۔ مخطوطہ میں مشہور غزل کا مصرعہ ہے:

ہم بھی کیا یاد رکھیں گے کہ خدا رکھتے تھے

حاشیہ پر 'کریں گے' لکھ کر اسے دوست کیا گیا ہے۔ مطبوعہ صورت میں کریں گے ہی

ہے۔ ایک مصرع میں 'نا' کی جگہ مخطوطہ میں 'جانا' لکھا ہے۔

جانا کہ اک بزرگ کہیں ہم سفر ملے

یہی قرأت حمید یہ میں بھی ہے۔ اس سے قلمی نسخے کی معنویت اور اہمیت بڑھ جاتی ہے۔
ایک مصرع میں لفظوں کی ترتیب میں فرق ہے۔

مخطوطہ	دیکھتا ہے دے کے خط منہ نامہ پر
مطبوعہ	دے کے خط منہ دیکھتا ہے نامہ پر
مخطوطہ	عجب نشاط سے جلا دے کے چھیں ہیں ہم آگے
مطبوعہ	میں چلیں کی جگہ چلے ہے۔

اسی غزل کے ایک دوسرے شعر میں 'اڑھائیں' ہے جب کہ مطبوعہ میں 'اٹھائی' ہے۔
ایک مقطع میں 'ہست' رندانہ چاہیے کی کتابت ہے۔ مگر غلطی کو حاشیہ میں 'جرات' لکھ کر
درست کیا گیا ہے۔

سترہ اشعار پر مشتمل طویل غزل ہے۔ ایک شعر کے مصرعہ ثانی کے متن میں معمولی فرق
نظر آتا ہے۔ مخطوطہ زیر مطالعہ میں اسی طرح ہے:

نظارہ و خیال کا سماں کیے ہوئے
حیرت ہے کہ حمید یہ میں بھی نظارہ و خیال ہی ہے۔ گویا ابتدائی شکل یہی تھی۔
مطبوعہ صورت 'ساز چمن خیال کا سماں کیے ہوئے' ہے۔
ایک مقطع میں 'ہیں' لکھا گیا ہے۔ حمید یہ اور مطبوعہ دیوان میں 'ہے' رقم ہے۔
ہیں جن کے آگے سیم و زر و مہر و ماہ ماند
'و' کی ردیف میں پہلی غزل کے آخری شعر میں 'آجاوئے' ہے۔ مطبوعہ صورت میں
آئے ہی لکھا گیا ہے:

اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاوے
اسی ردیف میں ایک اور جگہ سو بار بار 'آدئے' ہے جب کہ مطبوعہ میں 'آئے' ہے۔ کاتب سے ایک
اور جگہ غلطی ہوئی ہے۔ طے کو مرے لکھا ہے۔

کہ مرے عدو کو یارب مرے میری زندگانی
گیارہ اشعار کی پوری غزل میں آئے کی جگہ دے ہی ردیف ہے:

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
 جاں کالبد صورت و دیوار میں آوے
 یہی صورت حمیدیہ میں بھی ہے۔ حمیدیہ میں ایک اور غزل کی قرأت آوے ہے۔
 قلّ عشاق نہ غفلت کش تدبیر میں آوے
 لگتا ہے کہ اس دور میں 'آوے' اور 'آئے' میں فرق معدوم تھا۔ نقل کرتے وقت مشہور شعر
 میں لفظ کی نہیں لکھا گیا ہے۔ اسی مصرع میں 'صلے' کی جگہ 'صلا' لکھا ہوا ہے۔
 نہ ستائش (کی) تمنا نہ صلا کی پروا
 اسی ردیف میں ایک مصرع ہے:

دل خوش گریہ میں ہے ڈوبی ہے اسامی
 مطبوعہ صورت میں ڈوبی ہوئی موجود ہے۔ حمیدیہ میں یہ شعر نہیں ہے۔
 غزل کا شعر ہے:

اے حیرا غمزہ یک قلم انگیز
 اے ترا ظلم سر بسر انداز
 مخطوطہ اور عام مطبوعات میں یہی متن ہے۔ نسخہ حمیدیہ میں 'غمزہ' کی جگہ 'جودہ' اور 'غمزہ'
 دونوں ہیں اور آخری شعر کے مصرعہ اولیٰ میں بھی دونوں صورتیں موجود ہیں:

نگہ التفات سوئے اسد

مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا میں غریب اور تو غریب نواز

مخطوطہ اور متداول میں 'مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا'

اصلاح شدہ شکل کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہی ہمارے لیے مستند ہے اور معتبر بھی، کیوں کہ
 تدوین متن کا تسلیم شدہ اصول ہے کہ فن کار کے قلم کا اصلاح شدہ متن ہی صحیح اور قابل قبول ہے۔
 ردیف کاف عربی میں بھی یہی اختلاف موجود ہے۔ اس ردیف کی پہلی غزل کا مطلع ہے۔

زخم پر چھڑکیں کہاں طفلان بے پروا نمک

کیا مزہ ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

نسخہ حمید یہ میں پہلے مصرع کی موجودگی کے ساتھ ایک اور متن بھی دیا گیا ہے۔

زخم پر باندھے ہیں کب طفلان بے پروا نمک

حمید یہ میں گیارہ اور مطبوعہ و مخطوطہ میں نواشعار ہیں۔ حمید یہ میں ایک زائد شعر میں اسد

تخلص بھی ہے۔ نسخہ حمید یہ کا یہ متن ہمارے مطالعہ میں شامل نہیں ہے۔ قلمی نسخہ ہی پیش نگاہ ہے۔

اختلاف کی نشان دہی کے لیے مختلف متون کو تقابل کے لیے زیر بحث لایا گیا ہے۔

مشہور قصیدہ 'صبح دم دروازہ خاور کھلا' کے ایک شعر کے مصرعہ اولیٰ میں مخطوطہ اور حمید یہ

میں متن ایک جیسا ہے۔ مطبوعہ دیوان میں ذرا سا فرق ہے:

توسن شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب

مطبوعہ صورت میں ہے 'خوبی' کے بعد ہے۔

توسن شہ میں وہ خوبی ہے کہ جب

ایک جگہ 'پائیں' کی جگہ مخطوطہ میں 'پادیں' لکھا ہے۔ دوسرے قصیدے میں مطبوعہ لفظ

'لکھیے' کے برخلاف 'لکھتے' کی کتابت کی گئی ہے۔ نسخہ حمید یہ اور مخطوطہ زیر مطالعہ نسخہ میں اس

قصیدے کا عنوان 'در وصف نب' لکھا ہے۔ دیوان غالب صدی اڈیشن میں یہ عنوان نثار دہ ہے۔

پہلے قطع میں مطبوعہ دیوان میں جدید املائی صورت موجود ہے۔ جب کہ حمید یہ اور مخطوطہ میں قدیم

صورت ہی محفوظ ہے۔ پانوں لکھنے کا اس عہد کا رواج تھا۔

غالب پاؤں، گاؤں کو پانو، گانو لکھتے رہے۔ اسی کو جائز اور معتبر سمجھتے رہے۔ پوری غزل

جس کا مطلع ہے:

دھوتا ہوں جب میں پینے کو اس سیم تن کے پانو

رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو

پوری غزل کا املا اسی طرح ہے اور 'واؤ' کی روایف میں پیش کیا گیا ہے۔ کاتب نے بھی

املائے غالب کو برقرار رکھا ہے۔ اس سے اس مخطوطے پر نئی روشنی پڑتی ہے۔

مولانا امتیاز علی عرش نے ذکر کیا ہے کہ بیتاب رام پوری کے مصرع کی اصلاح کی ہے اور

'ن' کو حذف کر دیا ہے۔

’ہے گریباں ہاتھ میں اور پانچمیں زنجیر ہے‘

عام طور پر دہلی اور لکھنؤ میں دونوں کو غلط سمجھ گیا ہے یعنی واؤ سے قبل بھی اور بعد بھی۔
قاضی عبدالجلیل جنون بریلوی کے خط میں غالب نے صراحت کی ہے۔

مختلف نسخوں کا مطالعہ ایک دلچسپ بات ہے اور حیرت خیز بھی۔ متروک اور متداول کلام کا فرق ملاحظہ ہو۔ ردیف ہائے ہوز کا فرق قابل ذکر ہے۔ متداول نسخوں اور مخطوطہ میں اس ردیف میں کل ۱۲۳ اشعار ہیں۔ جبکہ نسخہ حمید یہ میں ستر اشعار موجود ہیں۔ یہ غالب کی انتخابی نظر کا کمال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے تقریباً پچاس فیصد اشعار کو حذف کر دیا اس عمل نے روح سخن کو انتخاب کی صورت بخشی جو مقبولیت اور موثرات میں معاون ہوئی۔ اقبال نے بھی بیس دم کے ساتھ یہی صورت اپنائی ہے۔ بانگ درا کا تقریباً چالیس فیصد کلام متروکات میں شامل ہے۔

متداول اور مخطوطہ میں ردیف ’ٹ‘ میں کوئی غزل نہیں ہے۔ نسخہ حمید یہ میں چودہ اشعار پر مشتمل دو غزلیں موجود ہیں۔ مخطوطہ و مطبوعہ کے باب الحکم عربی کے تحت چار اشعار پر مشتمل ایک غزل ہے۔ ایک دوسری غزل کا صرف ایک شعر درج ہے۔

نسخہ حمید یہ میں دو غزلیں ہیں جن میں سولہ اشعار ہیں اور تیسری غزل کا ایک شعر سب میں مشترک ہے:

تو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

یہ اختلاف بھی خوب ہے کہ حمید یہ میں بیمار دار کی جگہ بیمار دار ہے۔ ایسے ہی ردیف ’ج‘ اور ’ذ‘ میں بھی ایک ایک غزل ہے جب کہ حمید یہ میں ’ج‘ ردیف میں تین غزلیں اور ’ذ‘ میں پانچ غزلیں موجود ہیں۔ ’ح‘ ردیف میں ایک غزل ہے۔ مخطوطہ اور متداول میں اس ردیف کی کوئی غزل نہیں ہے۔ ردیف ’خ‘ میں کہیں کوئی غزل نہیں ہے۔ متن میں اختلاف واضحانے کی صورت نے ایک نئی ترتیب و تدوین کی ضرورت کا احساس دلایا ہے۔ خاکسار نے مخطوطہ اور متداول کا سرسری تقابل کیا ہے۔ پورے کلام کے مطالعہ سے اور بھی اختلاف نشان زد کیے جاسکتے ہیں۔ رالم اس موضوع کا اہل نہیں ہے اسی سبب ایک طالب علمانہ مطالعہ پر اکتفا کیا ہے۔ طول بیانی کا خوف

بھی تفصیل نہیں چاہتا۔

متن میں مذکورہ اختلاف کی نوعیت بہت سنگین یا تنجیدہ نہیں ہے۔ یہ معمولی فرق ہیں۔ جس نسخہ سے نقل کیا گیا ہے اس میں یہ الفاظ درج ہوں گے۔ نقل در نقل میں بھی متن میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی تسلیم کرنے میں قباحہ نہیں ہے کہ مختلف نسخوں کی تیاری میں یہ معمولی اختلاف راہ پا جاتے ہیں۔ مولانا امتیاز علی عرشی نے بے نظیر مشقت اور کمال احتیاط سے دیوان مرتب کیا پھر بھی کچھ فردعی باتیں رہ گئیں۔ دنیا کی کوئی شے حرفہ آخر نہیں ہے۔ اطمینان کی بات ہے کہ زیر نظر مخطوطہ میں دیوان کا پورا متن موجود ہے۔ غزلوں کی ترتیب میں فرق نہیں ہے اور اشعار کی ترتیب میں بس دو ایک جگہ اوپر نیچے ہو گئے ہیں۔ ہاں طرزِ تحریر میں کافی فرق ہے، جس سے اس عہد کے اندازِ کتابت کا پتہ چلتا ہے۔ غائب کی عام تحریروں کی طرح اس خطی نسخے کو بھی اس زمانے کی املا کی صورتوں کے مطالعہ کے لیے اسے ایک اہم دستاویز کہہ سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ مخطوطہ کے ترتیب کی عبارت نے اسے استناد بخشی ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ کاتب کا نام منوہر لعل ولد شیوالال بن دھیرج لعل ہے یہ ہندون میں نقل کیا گیا۔ صاحب رام جی کی فرمائش پر نقل کر کے انھیں پیش کیا گیا۔ ۱۸۶۹ء تاریخ ۲۵/ ماہ مئی عیسوی مطابق ۱۲/ صفر ۱۲۸۶ھ روز شنبہ بوقت شش گھڑی دیوان کی کتابت مکمل ہوئی۔ صاحب رام جی ہندون کے رئیس و زمیندار تھے۔ ان کے بارے میں راقم کو زیادہ معلومات نہ مل سکیں۔ ہاں نیشنل آرکائیوز میں ان کے ایک مقدمے کی فائل موجود ہے۔ وہ مجھے مطالعہ کے لیے نہ مل سکی اور کاتب کے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکا۔

مطبوعہ کلام میں سولہ رباعیاں ہیں جو مخطوطہ میں بھی موجود ہیں۔ کاغذ بہت خستہ ہے۔ غزلیں تمام و کمال ہیں۔ قصائد و قطعات بھی موجود ہیں۔ یہ عام کتابی سائز پر نقل کیا گیا ہے۔ ہر صفحہ پر ۱۹ اشعار ہیں کہیں کہیں بارہ اشعار بھی نقل کیے گئے ہیں۔ بیشتر اشعار آٹھ سائے ہیں۔ کتابت پختہ اور قدرے جلی قلم میں ہے۔ ہر ردیف کے بارے میں قدیم روایت کے مطابق باب سین ہملہ باب شین معجمہ، باب کاف عربی، باب کاف فارسی، باب الیا تحتانی وغیرہ کا اہتمام رکھا گیا ہے جو مروجہ دیوان میں نظر نہیں آتا۔ مخطوطہ میں کل ۷۸ ورق ہیں۔ دونوں جانب لکھا گیا ہے۔ صفحات پر نمبر شمار نہیں ہیں۔ بلکہ روایتی انداز کو ترجیح دی گئی ہے۔ یعنی ہر صفحہ کی پشت کے آخری سطر

کے نیچے تعقیبہ (Catch word) کا اہتمام رکھا گیا ہے۔ دیون کا آغاز بسم اللہ کی آیت سے ہوتا ہے۔ ترقیمہ کے بعد مخطوطہ کے آخری صفحہ پر بے پور کے کسی فقیر کا لطیفہ تحریر کیا گیا ہے جو کاتب کے خط میں نہیں ہے۔ مگر کتابت بہت پختہ اور فارسی زبان میں ہے۔ یہ بعد کی تحریر ہے جسے شاید مخطوطہ کے محافظ نے لکھا ہو۔

ترقیمہ کی عبارت حسب ذیل ہے:

’الحمد للہ والہمت کہ دیوان غالب بخط بے ربط بندہ احقر العباد عقیدت اُمّال
منوہر لعل ولد شیوالال بن دھیرج لال بمقام ہندون بموجب حکم جناب
عمو یصاحب خداوند نعمت، یکتائے زماں، فیض بخش، قیصر سان، غواص دریائے
الفاظ و معنی واقف موقف علوم نکتہ دانی جناب عمو یصاحب صاحبہرام جی پیاس
ملاحظہ جناب موصوف دویم بیسہ کھ سدی پور نمائی سبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۹ء
تاریخ ۱۵/۱۲/۱۲۵۰ ہجری و تاریخ ۱۳/۱۲/۱۲۸۶ ہجری روز سہ شنبہ بوقت شش
گھڑی روز برآمدہ صورت اختتام پذیرفت۔ امید راز صاحبان ملاحظہ ام کہ
اگر خطای رفتہ باشد براہ عطا عفو فرمائند۔‘

قلمی نسخہ کے مطالعہ سے تقویت ملتی ہے کہ دیوان غالب کو تدوین نو کی ضرورت ہے۔ گو
بزرگوں نے تدوین کی اچھی مثالیں قائم کی ہیں اور عمر عزیز کا بڑا حصہ مطالعہ غالب میں صرف
کر کے قابل قدر کام انجام دے دیے ہیں۔ علم بے کراں ہے۔ ہر نئی تحقیق ماضی کی یافت کو مسترد کرتے
ہوئے آگے بڑھتی ہے۔ پھر بھی وہ حرف آخر نہیں ہوتی۔ مستقبل کے امکانات ضرور روشن کرتی
ہے۔ غالب پر لکھنے والوں کی ایک کہکشاں ہے۔ امتیاز علی خاں، حمید اللہ خاں، حامد علی خاں
جیسے مقتدر محققین کی بدولت غالب کے کلام کو اعتبار حاصل ہوا۔ پھر بھی ان بزرگوں کے کاموں
پر قناعت کر لینا کافی نہیں۔ ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ان غالب شناسوں سے فردی و
اصولی غلطیاں ہوئی ہیں، جن کا ذکر یہاں مناسب نہیں ہے۔ یہ بات انتہائی تشویش ناک ہے کہ
ہمارا ذہن اس آزمائش کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ دوسرے موضوعات کی طرح اب غائب کو بھی
بھاری پتھر سمجھ بیا گیا ہے۔ ہم بوسہ دے سکتے ہیں۔ احترام میں طواف بھی کرتے رہتے ہیں مگر کلام

کی جمع و تدوین کی ذمہ داری قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ شاید زمان و مکاں کے حجاب سے کوئی مرد غیب نمودار ہوا اور کلام غالب کو مرتب و مدقن کر سکے۔ دیوان غالب کے گم شدہ نسخے کی خبر آئی ہے۔ امید کی شعاعیں طلوع صبح کی بشارت دے رہی ہیں؟ غالب سے متعلق افراد اور اداروں کو ہل کرنے کی ضرورت ہے۔ متن کی درستگی کے بغیر افکار و اسالیب کا تعین مشکل ہی نہیں مہمل بھی ہے۔ نئے سرشتی و نئے حمید یہ معاون ہیں، تکمیل نہیں:

ہزار ہادہ ناخوردہ در رگ تاک است

ان بزرگوں کی کچھ مجبوریاں بھی تھیں۔ یہ اگلے زمانے کے لوگ ہیں یہ پون صدی پہلے کی کوشش ہے جو مواد موجود تھا اس پر تدوین کی بنیاد رکھی گئی۔ تحقیق و تدوین کے جدید تر اصول ان کے پیش نظر نہ تھے۔ ان سے جو بن پڑا، بہتر طور پر انجام دیا۔ کسی فرد سے تکمیلیت کی توقع ایک تمنائے خام ہے۔



بسم الرحمن الرحیم

نغمہ حیرامی ہی سکی سوئے تجر کا
کاغذ می ہی پرین پر مگر تصویر کا
کام کو کاوِ سخت جانی تباہی تباہی تباہی
صبح کرنا شام کا لانا ہے شکر کا
سینہ شیریں ہے دم شیر کا
خدیجہ اختار شوق و دنیا چاہے
رگہی و اہم شنیدن چاہے
سکہ نون غالب اسیر آں تو دنیا
موج دیندہ ہے طلقہ سیری زنجیر کا
مدعا عقد طبع این عالم لغز کا

حراحت تحفه الماس ارمنان داغ بگره در
مبارک باد استرخ خواران اندر دست آریا

جز قیس اور کوئی نہ آبا برو کار
صحرای مکر به تنگی چشم مسودت

آشفته زلفش سودا کما در
نظاره نو که داغ ز کما چشم مسودت

تباخوارین خیال کو تجسس معابد
شب گنگد کمال گشت نوربان ستار مسودت

یسا هون مکتب شمع دل بین بسین هنوز
لیکن یہی کہ رفت گیا اور بود ستار

وہ نیا کفن ز داغ عیوب بر شفا
من در نہ ہر لباس بین شکست ستار

تیش بغیر لشکا کوہ کن اسد

گر شد شمار رسوم و قیود ہتا

کہتے ہونزینگ ہم دل اگر بڑا پایا
دل کہاں کہ کم کجی سمن مدعا پایا

عس طسب فی زب کما مر پایا
در وید واپائے در وید واپائے

جمراحت تحفه ۵۱

دوستدار و دشمنی رفته و دل معلوم
ساگر و پرکاری بنحو و بسا
غنی پر گنا گشتن رخ هسته انشا دل
عالم و سنن معلوم سکون کشف نغصه

آه ز رشت و کپی ناله نارسا پایا
حسرت و غم قلین جودت و کرمایا
خون کسایا و کسایا کیم کسایا
هست بار و دین و تهم ز بار پایا

آشور سیدنا صبح ز زخم بر نمک جگر
آب کوه پوچھی تخته کما فرا پایا

دل بر اسو و نشان لے محابا جل گیا
دل بین و دوق و فصل و یاد و یاد و یاد
میں عزم سے رہی ہوں و زینہ افلاں
عرق کچھ جو مراند کے گرمی کسان
دل سنن شجہ کو دیکھا باور نہ و انجسار

اتفاق و شکرے مانند گویا جل گیا
اگر اگر گھر کو گار سے ہوتا جل گیا
میر آتش سے بال غنقا جل گیا
کچھ خیال آریا تھا جھٹکا کہ صحر ا جل گیا
برج و انجان کا گردن کسایا کار فرما جل گیا

من ہوں اور فتنہ دگر گزرتی زبانت کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہل دنیا جل گیا

شوق ہر رنگِ سیر و سامان لکلا
فر تصویر کہ میر و میں ہے عریان لکلا
زخمِ زہد ادنیٰ تنگ و یک یارب
نیر بھی کستہ سہل سے پر افش لکلا
بوسہ گلِ نازِ دل و دہرائی محفل
جو تیری بزم سے لکلا سویراں لکلا
دلِ حستِ زہد ہائے لذت درد
کام یار و لگا لقا قدرت و دندان لکلا
ہے نو آموزِ فنا بہت و شور پسند
سخت کھل ہے کہ کام نہیں لکلا
دل میں دگر گزرتی شو و ادبِ غالب

آہ جو قطرہ لکلا تھا سو طوفان لکلا

دیکھ میں ترسنا جو مابِ نبرد تھا
عشق نبردِ پیشہ طلبکار و دنا
تسا زہد میں ہو گا کھال کا ہوا
اور زہد سے پیر ہی برا زہد تھا
سنا لکلا شمعِ فخر کا تھا میں
مجموعہ خیال ہے ہی فرد کا

دل ناگردد ساحل و ریاحین خویش آید
از گنجین جلیقه گل آید گرد آید
جایه کوه شکست زنده عشق
دل به از گنج تو و دل کا در دهم
آب سازد و خوشتر آید
زندان من بهی خیال بیابان آید

بدر زلف کفن آید و خسته جان آید
حق مغفرت کردی عجب زراد مرد آید

شمار بهی خوشتر آید
تخت بی یکف مردن صد آید
بغیض بدی نو بعد چای و دستان آید
کشتن کوه سمار عقده گل آید
هوای سیر گل آینه بی مهر آید
قائل

که اندر زینون علطیدن سحر آید

دیرین نقیض و فاجعه ملی آید
بهی و لفظ که شرمند و منزه آید
سبزه تر آید کمال کشتن و با
بدر مرد بهی چرخ آید

میں نے جاہل بنا کر اندوہ و فاسد چھوٹوں
 دل لڑکا خیال می و سانگری سے
 ہوں تیری وعدہ نگرانی میں ہی راضی
 کس محرومی کے شکار سے
 مرگیا صد مکتبہ حسن غالب

ستار شکر ہی زار ابد اس قدر حسن
 بیان کیا کبھی سدا کا و شمع گمان کا
 نہ آویں سحر قاتل ہی بالغ سیری نالوں
 دیکھا و لگا تھا شاد و سحر و صفا
 کیا اپنے خاندان کا نقشہ تیری جلوہ گرانی
 میری تعمیر میں مضمون اک صوفی شہزادی
 پاؤ گا ہی رہن ہر سو سبز و سحرانی

وہ شکر مرے مرے یہ بھی راضی ہوا
 گرفتار جاہل سر نزل تقویٰ ہوا
 گوشت و شیریں گلاب گلابت ملی ہوا
 منع جاہل بنا کر مر جان سو وہ بھی ہوا
 نا تو افسوس حریف و مہر ہے ہوا

وہ ایک گلاب سترہ ہم چوڑا طاق سیاں کا
 کہ ہر ایک قطرہ خون دانی ہے سبج جان کا
 بیا و انور چوڑا چوڑا ہوا ریشہ ستیان کا
 میرا ہر داغ دل اک شخص سرور انجان کا
 کری ہو پر تو خوش عید عالم شہنشاہ کا
 ہولی برق خرمین کا ہے خون گرم دھن کا
 مدار اب کہ ہو دینے پر کیا سلا کے دریاں کا

خموشی سے نہ جان نہ کشت لاکھوں تڑپیں ہیں
 چراغِ حُرردہ ہون میں شرمناں گویا غریبان کا
 انہوڑاں پہ تو لفظ خیال بار بار باقی ہی
 دل آفسردہ گویا چہرہ پہ یوسف کی زندان کا
 بھل میں کس طرح آج آج کی ہنسی کہہ دینے
 کیا خواہ میں اگر تبتسمتائی چنان کا
 نہیں معلوم کس کا ہوا پی ہوا ہو گا
 قناعت سے شکر شکست ہوا ہر گھٹان کا

نظر میں ہے ہماری جاوید راہِ فنا غالب

کہ یہ سیرازہ ہی عالم کی اجڑائی پریشان کا
 ہنسی کا کبھی بے ناگزیر ہے وق کم ہوا
 حسابِ موجب رفتار ہی شمسِ قدم ہوا

محبت تھی چین سے لیکن اب یہ بیدار مانگی ہے

کہ موجِ بوی گل سے ناک میں آئے دم ہوا

سراپا رہی عشق و ناگزیرِ الفت سے
 عبادتِ برق کرنا ہوں اور فوسل کا

تقدیرِ ظریف سے ساتھ خارِ تشنہ بھی

بھونو دریا ہے یہ تو تین خیارہ ہوں گل کا

محرم نهان نوای سپاس ساز سما
 یونان در زبانش پرده های ساز سما
 زنگ شکسته صبح بهار نظاره است
 به وقت شکفتن گلهای ساز سما
 نواد روی غیر نظاره می نیز تیز
 بین او در گریه تیری قره نامی در ساز سما
 صراف صیقل آه بین میر و گرد بین
 طعم بون لایق لطف صانع ساز سما
 بین کبد بوشن شیشه او چهل است
 هر گوشه لب طبع شیشه ساز سما
 کاوش کاوش کریم تقاضا که هنوز
 ناخن چه فرغ از کشتن نیم ساز سما

ناراج کاوش غم بران هوا کس

سینه کینه دینه کینه ساز سما

زخم شیشه بین ارشاد و فتر کمال
 و کیه باریت در گنجینه گوهر کمال
 شیشه بویع بر انجم خشنود کا منظر کمال
 انقلاقی است که گویا بیکده کا دور کمال
 گر چه چون دوانه بر بون و و کمال
 استن بین شیشه باریت باریت کمال
 گوشت سمج چون او سکه باریت باریت کمال
 بر بوم کمال که محو در می بیک کمال

ہے خیال حسن گلستانِ خیال طغ کا کت در سے گی گور کی اندر کھلا
 منہ نہ گلشنِ بریں وہ عالم کہ دنیا ہے زلف سے بڑھ کر لقاؤں سے کھینچ کر کھینچ کر
 ویرہ رہنے کو کھانا اور کھانا کھانا جتنے عرصہ میں میرا لپٹا ہوا بستر کھلا
 کیوں نہیں ہے شبِ عجم میں لگاؤ کا نزول آج او جو میری ہر گھٹا ویدہ اختر کھلا
 کیا یہ غمِ شبِ عجم میں لگاؤ کا نزول نامہ لانا ہے وطن نامہ مرا بستر کھلا

اوسکے آستین میں سر رکھوں گا کام بند
 در اسطے شش کر غالب کینند رلی در کھلا

شک میں و سوز دل ز ترہ ہر آبِ شہا شعلہ جو آگہ بر ایک فلقہ کردا تھا
 وہاں کرم کو غنڈہ بار نہ تھا غنڈہ گرام گریہ بیان نہ کیا بال کف سدا تھا
 وہاں خود در آئے کوستا موی روز کاغذ بیان ہجوم شکستہ ہار نگینہ ناما تھا
 جلوہ گل نے کیا تھا وہاں چرخِ اغان آبِ حوض یاقین و دلان از گمان پیغمبرِ نانا تھا
 یہاں میر شہر پہنچو الی سے سدا و لور جو وہاں وہ فرق ناز مچو بال کف سدا تھا

اکراک فطره کا بھی دنیا پر حسب
 خون جگر و ولعیت و گمان بار تھا
 ایسے ہوں اور اتنے شہر آرزو
 توڑا جو توی آئینہ مثال و آرزو تھا
 گلیوں میں سے غرض کو کچھ ہر وہ کہ
 جان داؤہ ہوا ہی سر پر گزار تھا
 موج سے بدست وفا کا نیوچہ حال
 ہر ذرہ مثل ہو پر تیغ آبدار تھا

کم جانتے تھی ہم بھی غم عشق کو برب
 مری

دیکھا تو کم ہوئے یہ غم روزگار تھا

بسکہ دیواریں ہر کام کا اسان ہونا
 آدمی کو بھی نہیں انسان ہونا
 گریہ غامی ہی خرابی میری کاشانہ
 درو دیواریں ٹپکی ہے بیابان ہونا
 وامی دیوانگی شوق رہم بھلو
 آہانا او دہر اور آہ سیران ہونا
 جلوہ از بسکہ تقاضا نگہ کر تہا
 جو پر آئندہ بھی چاہی ہی مگر کان ہونا
 عشرت قتل کہ اہل شہر آئندہ
 عید نظارہ ہی شہر کا غریبان ہونا

لیکن خاکین ہم درغ تمنا می نشا ط
 تو هوا و آرزو آید گنگستان هونا
 عشق بر باره دل زخم تمنا گهانا
 لذت ریشخون غرق نکلان هونا
 کی میری قتل کی بودا کسے حق
 با روی و درش پیمان شمعیاں هونا
 جیفتا و سر جا کرہ کثیری رقت غالب
 جیفتا و سر جا کرہ کثیری رقت غالب
 جیفتا و سر جا کرہ کثیری رقت غالب
 جیفتا و سر جا کرہ کثیری رقت غالب

شکار شوق ساقی رستخیز اندازہ
 تا محیط بادہ صورت خانہ خمیازہ تھا
 کجاست کسی در سن وقترا مکان کمال
 جادہ اجزائی و عالم دشت سیرازہ تھا
 مانع جزا میدہای لعلی کون ہی
 خانہ بجنون صبح اگر دلی دروازہ تھا
 پوچھتہ رسوائی اندازہ استغنائی
 در محزون جناخہ رپن غمازہ تھا

نازہ دل فی ہستی اوراق نخت دل سباد
 یادگار نالہ انک دیوان بی شیرازہ تھا
 دوست غمخوارین میری فرما گئی کا
 زخم کی بہر تکی ناک نخت بد جا گئی کا
 بی بازی

لی نیاز می گذری منده برور کسب
 من بهو لگا حال دل و آرزو مانگی کیا
 حضرت ناصح کراور دیده دل فرس
 کوئی بهکو توبه سمجھا دودھ بجای منگی کیا
 آج ومان تیغ و کفن باندی موی جانان
 عذر میری قتل کرنی من و هات منگی کیا
 گر کیا ناصح نی بهکو قید اجالون ہی
 بہ خون نشین کی اندرز حجت منگی کیا
 خاندان و زلف بن شجر کین کین
 ہن گرفتار و فاندان شجر منگی کیا

ہی اب تصور دین فسطح عم الف سدا

ہم نے یہ مانا کہ دلی من رہن کہا منگی کیا

بہ نہی ہمارے قسمت وصال یار ہوتا
 اگر اور بھی رہی ہی انتظار ہوتا
 میری وعدہ پر چہی ہم تو جان بہوت چانا
 کہ تو سے عرجانی اگر اعتبار ہونا
 تیرنی نازکی سچا نا کہ بندہ تہا عہد لودا
 کہی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا
 کوئی میری دل نہ تو تھی تیری سرخ شکر
 یہ فک کہان سے موتی جو جگر کی یار ہوتا

بیهوشی و بستی کی بکنی بی دست و پا
 رگ شکست بکتابید لک و لک بدنه همتا
 غم از میدان گل سپهر کجاست که دلی
 که چون شمع کجاست که شمع غم زبانی
 بوی مری غم و بوی بوی بوی بوی
 روی ز بسکتار بگاده بی و بکتا
 کوئی چاره ساز موتا کوئی غم و موتا
 جسم غم سمجده بی بوی بوی از شر موتا
 غم عشق کر موتا غم زور کار موتا
 بجای لیاقتها و زار از لیاقت موتا
 ز کجاست چنانزه موتا ز کجاست غم و موتا
 بود و بی کی بوی بوی بوی بوی و موتا

بیهوشی و بستی کی بکنی بی دست و پا

رگ شکست بکتابید لک و لک بدنه همتا

بوسه بی نشا طکار کجاست کجاست
 تجا بلیشکی سیدی کجاست کجاست
 نوزد شهبای سجاد بکتا بون
 نگاه بی محابا چاهتا بون
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست
 کجاست کجاست کجاست کجاست

فروغ شعله شمس پاک نفس ای
 نفس بیخ محیطی خودی ای
 و مانع خطر پیر این منس ای
 دل پر نظره ای ساز انا البهر
 محاکمات ای بین جان امید یک
 سن ای غارتگر حسن فاستن
 کما کسینی جگر داری کا و خودی
 پیر قاتل و عده صبر آزما کین
 بملای جان بی غالب از کین بران
 عمارت کما اشارت کما ادا کما

در خور تیر خفت کوی سنا نهوا
 سنا کین می آراوه و خود بین کین
 سبک مقبول بی وخی سیری بکمای کما
 به بند و نیای کما سنا کوی بیدار نهوا
 اوی میرانی در کعبه الهی نهوا
 رو به و کسبت آینه سنا نهوا

کرمین نازش منهای جسم خویشان
 سینه کما و رخ می ناله که گشت نه کی
 نام کما سیری می جو که که کما
 هر موسی درم و کمر نه نیکو خونا
 قطره من و جلد و کهای می او خبر و نکل

تسرا سیرا کهای گسرا اجها نهوا
 خاک کما رزق می و قطره کما نهوا
 کام من سیری می جو که که کما
 حوز کما نقشه و شش کما جبر حیا نهوا
 تسرا کما کون کما و اریه بلیا نهوا

تنی خرم کما کمال کما و شکی تری
 کمنی سیری می می به شمشا نهوا

اسد هم و جنون جولان کما و شمشا
 بی نذر کما کما شمسای کما
 و کما کما کما کما کما کما
 نزار جان کما کما کما کما
 شمسای زبان کما کما کما
 و کما کما کما کما کما
 و کما کما کما کما کما

کما کما کما کما کما کما
 کما کما کما کما کما کما
 کما کما کما کما کما کما
 کما کما کما کما کما کما
 کما کما کما کما کما کما
 کما کما کما کما کما کما
 کما کما کما کما کما کما

نشان و دست کما و شمشا
 کما کما کما کما کما

نمای

نمای

تندی بلند کو آماطلی عالیه عصر بلبل دی
که بصیرت بخت سحرین عزم شمشای خدایا

گمزه بند و جانب فرقت بیان سرجا	لی کلف و رخ و مهر و دان سرجا
زیره گمزه سمای شام سحرین سرجا	بر تو ستا سبیل خانمان سرجا
لی لولون سولی پین اودی با لون کابو سرجا	ایلی با لولون سولی و کافه به جهان سرجا
دل کو هم صرف و ناسمجی تپی کیا معلوم تنها	یعنی بهر بهلی سی نذر امتحان سرجا
سکی دین سی گمزه سیری جو نورانی سرجا	بجیه کو یا یک ناز سربان سرجا
گمزه گاه گمزه فرمائی بهی تعلیم بسط	شعله خرس پین جسی خون کپ پین سرجا
با سخن ممکنه بیا ورنه میری حال بر	هر عمل ترا کس چشم خون نشان سرجا
وای گمزه پیر استیر الصاف مشعرین بنو	آتلک تو به توقع سی که زبان سرجا

فانده کیا سحر اضری و انانی لاسد
دوستی نادران سلسلی جیها زبان سرجا

دیر و شب کش دوا	هنوا	چین نه اچا سوا سوا	هنوا
جمع کسری سولیون رفیون	کو	اک ناسا سوا جلد	هنوا

ہنم نہان سمت ابد عالی جا میں
 کتنی شیریں ہیں تیری کت قریب
 آج ہی کبریاں کہانی بی مزا ہوا
 آج ہی کبریاں کہانی بی مزا ہوا
 سبکی میں مرا بہلا ہوا
 سبکی میں مرا بہلا ہوا
 حق تو یوں ہی کہ حق اور ہوا
 حق تو یوں ہی کہ حق اور ہوا
 کام کر روگن روا ہوا
 کام کر روگن روا ہوا
 بیکسی مل دستاں روز ہوا
 بیکسی مل دستاں روز ہوا
 کجہ تو بد بیتی کہ لوگ کہتی ہیں
 کجہ تو بد بیتی کہ لوگ کہتی ہیں
 آج عالم خراب سرا ہوا
 آج عالم خراب سرا ہوا

گلہ ہی شوق کو دل میں تھی تلی جا کا
 گلہ ہی شوق کو دل میں تھی تلی جا کا
 نیمہ جانتا ہوں کہ تو اور باج گلوں
 نیمہ جانتا ہوں کہ تو اور باج گلوں
 حاسی باقی خزان اگر سار بہی
 حاسی باقی خزان اگر سار بہی
 غم خواہ میں کھلیف سیر باغ ندو
 غم خواہ میں کھلیف سیر باغ ندو

اندھنی

اور جن بسن رسا ہوں سر کی ہرین مرغام پیسہ سنا کا
 دل ارکو پہلی ہی ناز و او کی مٹی عین مٹاؤ کھان حسن کی آفتاب کا
 کہہ کہ گریہ بقدر حسرت دل ہی سر کی لگاویں ہی جج و خراج و ریا کا
 ملک و ملک کی کتر ہوں اسکو یاد اسد
 جفاہین او سکی ہی نثار کا بر فیر ما کا

قطرہ می کہ حیرت سے نفس پرور ہوا حوٹ جام می سر اسریر شہر کو ہوا
 اعتبار شوق کی خانہ خرابی دیکھنا خیر نی کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
 جرب سحر یہ سفر یار لی محل باندہ ما تہش شوق فی ہر ذرہ بہ اک دل باندہ ما
 اہل شیش فی حیرت کدہ شرفی ناز جو ہر آئینہ کو طلی سبیل با ناز
 یاس اسیدی اک شہر بہ میدان مالک جرج شیش فی طلسم دل سایل باندہ ما
 نہ بندی تشنگی شوق کی مغموم عجب

گرچہ دل ہول کی دریاگری ساحل باندہ

عین اور نرمی کی بول شہ نہ کام آؤں گریہ کی تھی تو بہ سائی کو کیا سوا تہا
 ہی ایک شہر نہیں ورنہ چہی پری ہیں وہ دن ہی کہ اپنا دل کی جگر حد تہا
 ورنہ نہ کی عین غالب چہ بنیری تو جانوں حبیب ستہ یگر نہ تہا ناخن گرہ گشت ہتا

گهر سمارا چونہ روی ہی نو ویران ہوتا
تنگی دل کا گلا کیا ہدف کا ضرر دل ہی
جگر نہر نہر تازہ بیا بیاں ہوتا
کو اگر تنگ نہی تا نو پریشان ہوتا

بعد یکے روح بار تو دنیا باری
کاش خیران ہی ویریا رکھا ویران ہوتا

زہنہا کو تو خدا تھا کہ نہ تو خدا ہوتا
ہو واجب غم کی یہیں تو غم کیا سر کی گشتی کا
ڈیریا مجھ کو سو فی فی نہ تو مایوس تو کیا ہوتا
نہ ہو تا کہ خدا تن کی تو زانو پر دیر ہوتا

ہوئی مدت کے عالم گرا بر باد آنا ہی
وہ ہر ایک ثابت میر کہنا کہ یوں ہوتا کر گیا ہوتا

اٹ فرہ زہن نہیں بکھا رہا رخ کا
بی مکی ہی کتا آشوب آگاہی
بہاں کی جاو بار میں خندہای گفل
تازہ ہنس ہی نشہ فکر سخن بھی
سرا بر بندہ شوق کی آندہ اوچھو ہستی
بی غفل مل ہی شمیم میں موج غبار
بہاں جاوہ ہی تسلیہ سی لالہ امی اعکا
ہنچای جگر حوصلہ فی خط ایام کا
تستی میں جسکو شوق خلل ہی و ما عکا
خرا کی قدیم ہون دو دیر عکا
پر کیا کس کہ مل ہی شد ہی ہر عکا
یہہ کیا کہ خراب ہی می کی سرا عکا

بیاں نکلا

بایح خلعت میرا بسا و تشا و من
 ابر بهار خلد و کس کی و مانع کما

و مری چین چینی غم تپان سبها	راز بکتوب جوی رطلی عنوان سبها
کلیک پیش نهی قتل آتید منور	جاک کتاپن من چوبی که گریه با سبها
شرح اسباب گفتاری خاطر مت بود چه	استدراکات سواد که من زندان سبها
برگمانی لی خجایا اسی سرگرم خبر ام	زخمه هر قطره عرق دیده صیران سبها
خجری دینی میر جانانه و بد خو	بنفش کسی پیش شعله سوزان سبها
سفر شکی کی ضعیفین راحت بطبی	هر قدم سایه کوین دینی شبستان سبها
نہا گریزان نژدہ یاری مل تا دم مرگ	وقع بکھان قضا استدر آسان سبها

دل یا جان یوں او کو وفادار اسد
 غلطی کی کہ جو کافر کو کسمان سبها

بہر محبت دیر تریاد آیا	دل غلبت نہ تریاد آیا
دم لیا تہا نہ قیامت لی سوز	پہر تیرا وقت سحر تریاد آیا
ساو بھائی تنہا لی سنی	پہر وہ نہ تیرا نہ سحر تریاد آیا

دیکھ کر سرور ہو گیا ہمدان
 پیشتر میں شیب نہیں کہتی نہ فرما دو کہ نام
 ہم تھی برائی کو کھڈی پاس نہ آیا ہے
 بکتری جاتی ہیں شتر شتر کی لکڑی پر تھی
 نالہ لہر ماسا ولی طالب تاسیر بھی تھا
 ہم تھی تھمتہ سرور نہیں وہ جوان تیر بھی تھا
 آخر اس شرج کی ترکش میں کوئی تیر بھی تھا
 آدمی کہتی تیار آدم تھر بھی تھا

ریحتمی تمہیں ستا دینے پر طالب
 کہتی ہیں لکھی نہ مانہ کی تھی تیر بھی تھا

خشک و تنگس مردگان کا زیادہ کہتے ہیں آنزدگان کا
 بنما امید ہی ہر بگمانی میں ان تیر و ناخوردگان کا

تو دیکھ کر کیا بھی ستا نہ ہوا تھا
 چوڑا تختہ کیسے ہر دست قضا نے
 توفیق باندازہ کہتے ہی ازل سے
 خشک کہ نہ بکھاتا تھا قند بار کا عالم
 میں سادہ وال آنزدگی باری خوشی میں
 درباری بھائی تنگ آئی ہی ہر خشک
 اور حق بی فریاد کہ ہم پر ہوا تھا
 خوشید ہوا کسی برابر ہوا تھا
 اٹھو نہیں ہی وہ قشر کہ گھر ہوا تھا
 میں متغیر تھمتہ محشر ہوا تھا
 ہمیشہ تھی شرف کس پر ہوا تھا
 سراسر دامن ہی بھی تھر ہوا تھا

جاری تھی اسد و انج مگر سی مرغی جیل
آن کدہ جاگیر سمندر پہنوا تھا

شب کو وہ مجلس ضرور خلوت ناموس تھا
رشتہ ہر شمع فار کسوت فانوس تھا
مشہد عاشق کی گوشوں تک اگتی ہی تھا
کس قدر باریک ملک حسرت باؤں میں تھا
حاصل الفت نہ کیا خبر شکست آرزو
دل بیل پوشتہ گویا ایک برائوس تھا

کھا کھن بہاری خم کی فراغت کا بیان
جو کھا پاؤں دل کی بہت سیرس تھا

آئینہ دیکھنا سادہ منہ بیکاری رہ گئی
صاحب کو دل بدیشی پہ کتنا غور رہا
قاصد کو اپنی ماتہ سے سر دل نہ رہی
اوسکی خطا نہیں ہی بہرہ سیرا تصور تھا
خوف نہایت سی کی ٹاٹل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا مچھی وہ دل کھارہا
جا باہون داغ حسرت ہستی لگی ہوئی
ہر شمع کشتہ وغور محض نہیں رہا
مزیکان بیل اور ہنسی بھر کر رہی
شامیان دست بانڈی تاتل نہیں رہا
ہر پہلی شمع جہت رہا تینہ بازی
یہاں اتسیا زناقص و کامل نہیں رہا
راکروئی ہیں ہر قریب بند تھا حسین
خیر زنگاہ اب کوئی حایل نہیں رہا

دل

نویں را در پس سہمانی دور نما
 دلی ہمای کثرت و نامت تھی کہ وہاں
 مین سیری حمال قی حاصل مین را
 حاصل سوری صرت حاصل شہز را

بیدارگی کسی بہن نہ تا مگر اسد

جہل نہ ہار نہا بھی وہ دل بہن را

زنگ کست ہی کہ او کجا ہے اخلد میں حریف
 وزہ دورہ ساغر منجانہ نہیر گاہ ہی
 غفلت کچھ ہی کہ وہ ہر کسکا
 کہ دیش مجنون بچشکھای بہلا
 منور ہی ساہن تہ از نازش از باب چو
 وزہ صحر اکسنگاہ و نظر و رہا
 مین اوراں آفت کا لکڑا وہ دل ز خوشی ہی
 سائیت کا دشمن اور اوراں گاہا کاشنا
 شکوہ سنج زنگ سید پیر نہر نما جا
 میر از اولی اس آئینہ نہر ا

کو مین نشان کشید تیر تہا اسد
 شہک سی ہمار کہ سو سی نہ پیدا

ذکر اوس پریش کا اور پیر بیان اپنا
 می کو کون بہت پتی بزم غیر مین باب
 نگار قیاس آخر تہا جو از دان اپنا
 آج ہی ہوا سفر از کو آستان اپنا
 نظر اک بلند ہی پر اور ہم بنا سکتی
 خوش سی اید ہر کو کاکت کی اپنا

دی و جہت زلت ہم ہی میں نامہ نسی
 و رعد و لکھوں کتب کا بول اور کھو و بکھار دین
 گہستی گہستی مٹ جا تا آب فی حیات رہا
 نامہ کبریٰ نیکو نازی کمر لیا ہی دشمن کو

ہم کہاں کی زانہ ہی کس نہر میں کتنا ہے
 بی سبب اشک لب دشمن آسمان اپنا

سہرہ صفت نغمہ سون میری قیمت یہی
 رخصت نامہ بھی دی کہ مسابوہ عالم
 شاعری بوسم نامہ خود آرا ہی ورنہ بیان
 بزم قدح کی شیش تھانہ کہ رنگ
 حجت اگر قبول کری کہ کیا بعد ہی
 قتل کو کس نشانہ سی جا تا ہو نہیں کہ ہی

جان و رہواری ایک گرمی ہی سرد
 ہر وہ ہی وکیل تیری داد خواہ کا

جو سہی باز آئین میر باز آئین لیا
 راندل گھر دھین ہیں سات آسمان
 لگاتار تھوڑے سکھ سبھین لگاؤ
 ہوتی کون ناسہ بری سائہ سائہ
 موج غل سہی لڑی کون نہ پای
 عمر پر گھماکتی مر سکی راہ
 ہوتی ہیں ہم کھلو تھوڑے تھوڑے کیا
 ہوتی گھماکتی ہم گھماکتی کیا
 جب گھماکتی تو دھوکا کھاتے کیا
 بار بار اپنی غلطی ہم ہوتی کیا
 آستان باری اور تھوڑے تھوڑے کیا
 مر گئی ہوتی تھوڑے تھوڑے کیا

بچتی ہیں نہ غائب کون ہی
 کوئی تھوڑے تھوڑے ہم ہوتی کیا

لطافت کی کثافت طبع بدلتی سکتی
 حریف حریف میں رہا تھوڑے تھوڑے
 عشیرت نظری دریا میں فنا ہو جانا
 تجھ سے قسمت میں میری صورت قبل اجد
 دل ہوا کش جا رہے رحمت میں تمام
 اب بھلا کی ہیں محروم ہم اللہ اللہ
 جس ننگاری آفتہ باو بساری کا
 جہاں آتی ہوتی باطل ہیں خوشی چھوٹا
 در کھادی گزرا ہی دور ہو جانا
 تھوڑے بات کی تھی سی حد ہو جانا
 دست باندھی ہیں اس غفہ کا دور ہو جانا
 اس قدر دشمن آ رہا باب و فہا ہو جانا

صفت سی گریه منبذل به هم سرودنوا
 دسی نیناسیری ز گشت خدای کاخیال
 هی مجبی و بر بهاری کا کبرس کمرنگینا
 گریه منبذل کمرنگینا کویچه کی سوس
 تیاره قیسه کملی و حجاز موی صفت
 بخشی سی صفت مل فوق تماشای
 چشم کویچه برنگینا و اویجانا
 باب العباد

پیر و وقت که سوزال کشاموج شراب
 بوجه منبذل کمرنگینا و باب چین
 جو و اخرومی تخت سارنگینا هی
 جسد روح بنائی سی گشت تیار
 هی منبذل و موم که کویچه کی آلر
 جابوج اویچی کی طوفان طریبی برنگینا
 دسی لیدی کویچه و دشت شاموج شراب
 سیاه ماکت سوزال هی و اویجانا شراب
 سوزال دسی برنگینا هی و اویجانا شراب
 دسی سی لیدی موم آس و اویجانا شراب
 موج کویچه کی گریه منبذل و اویجانا شراب
 موج مل موم کویچه و اویجانا شراب
 لیلادری

که دوستی ہی ز نال میں چلے ہو مگر
 مریخ علیٰ جس جبر خان ہی کہ گاہ خیال
 نشہ کی ہر دہک میں ہی خوشامی و مباح
 اور عالم پہی کھنکھاتی فصل
 سہمیرا ہی بالی نال میں مریخ شراب
 ہی شور میں جس طبع نال میں مریخ شراب
 لکیر ہی تر نشو و نما مریخ شراب
 مریخ شہرہ و خیر سی نال میں مریخ شراب

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کن مریخ شراب
 باب النصار

انکس کی دیدار کا کار زنی ملک
 کانی ہی نشان سیری چٹکی کا نرینہ
 جن دکن کی ہی درخوردہ کبریا
 خالی بھی ہو ملک کی دولت مریخ شراب
 لکیر ہوا صد و زنی دل ہی سخن گہم
 تار کون کی گوتی مریخ حرف برائت

رہا گوتی تانیا مسکت
 بگر کر مریخ شہر خونا مریخ
 رہا گوتی تانیا مسکت
 بگر کر مریخ شہر خونا مریخ
 رہا گوتی تانیا مسکت
 بگر کر مریخ شہر خونا مریخ

هنر سر و بخت از آن صحن
نماندای ز پیر کز مور کشت

نشدین کهنی بگرفتند عجب

یاد رفتی می باین چه کجاست

آورد خنک هوای سر و بخت باز از دست

دو دست کشت نه شاید خدایت

ای دل ناعابت ازیش ضعیف نموق کمر

کون به کسای تاب طبع دیار دست

خاز و میرا کس ازی حیرت نماند کعبه

صورت نقش ندیم چون زلف زنتار دست

عشق این عباد و ترک شیرینی ماسه محبی

کشته دشمن باین آخر کمر نهامار دست

حشم مار و شن در کوشش ادکما دل شادای

و دله پر خنک سهار اساطیر شرار دست

غیر وین کمر نای میری بر شکر کی بحری

لی لکلف دست هوایی لونی غمخوار دست

تا که مین جان کوی اسکی رسانی و آن ملک

مکجو و نیاسی پیام و طعنه و دیدار دست

حکمت من کمر نه چون اپاشکوه صوف و مانع

سر کمری می و حدیث زلف و نمبر بار دست

چکلی چکلی محکوم دتی و یکد با نای اگر

سنگی کمر نای باین سوخی گفتار دست

مهر و انبهای دشمنی کنی شرعاست کعبه

یا بیان کجی کسب لذت از ار دست

بیه خزل ابی محبی کی بست لبند نهایی آب

ای لطف

ہی ردیفِ سخن میں نکالتے ہیں تیری لکڑی

باب الحیم عربی

گلشن میں بدستِ بزمِ گہری آج قبری کا طوقِ علقہ سیرتِ دہی آج
آٹا ہی ایک بار قریلِ مرغِ خان کی سانہ تارِ نفسِ کھنڈِ شکرِ انری آج
اکی بغاوتِ نوازہ لکری انتظامِ محل سیدِ برکھم دورِ دلی دوارِ دوری آج
تو ہم مریں عشق کی سہار داریں ہیں اچھا اگر نہ تو سہا سہا کیا خدایع نامہ

باب الحیم فارسی

نفسِ انجنِ از روسی باہر کینچ اگر شرابِ ہنسِ انتفا رہے سر کینچ
کمالِ گزری سخیِ دلش دیر بچہ بزرگِ فارسی آئینہ سے جو میر کینچ
تجھ ہی بہانہِ راحت سی انتظاریِ دل کبابی سنی اشارہ کہ نازِ تبر کینچ
تیسری طرف ہی ہر شرفِ شاد مریں بکوریِ دل چشمِ تپ سے جو میر کینچ
بنیم غنہ ادا اگر حق تو دھیتِ ناز نیامِ برقِ زخمِ بکری سخی جو کینچ
مری توجہ میں ہی مہربانیِ آتشِ بہان

و فوراً شکلی کا شازہ کا کیا پہنڑا
 پہن ہی سہا کہ کس کس کو یہ مقدم بار
 ہوتی ہی کس قدر از رانی ہی حبس
 جو ہی تجھی سر سودای انتظار تو آ
 اچھو گم سر یہ کاسا مان کب کیا مینی
 وہ آرمیری ہسا پین دوسا یہ پکھی
 نظر میں کٹھلی ہی بن سیری گھر کی آبادی
 پوچھ پچھوئی شیش قدم سلا ب

گھر کسی ہی کہ غالب سنن زمانہ میں

حریف راز محبت گھر درو دیوار

گھر جب بنا لیا سیری در گھر کی غنیمت
 جانی لکھی کی دل کی مین کو گھر کی غنیمت

کام اوس کی آبرو ای کہ جسکا جهان میں
 جی میں ہی کچھ نہیں ہی ہماری دوسرے ہم
 چہرہ و لکھا میں نہ اوس بت کا فکر کا پوچھا
 مقصد ہی ناز و غرور ولی گفتگو میں کام
 ہر چند ہر شاہدہ حق کی گفتگو
 بہر اہون میں تو چاہتی روزگار و انصاف

لبوی نہ کوتی نام ستمگر کی بند
 سرخای باہی سر میں ہر کی غضب
 چہرہ ز خلق کو بھی کا فکر کی غضب
 جلتا ہن ہی کشہ و خضر کی غضب
 بتی نہیں ہی باغ و ساغر کی غضب
 شستا ہن ہون بات مگر کہی غضب

غالب سگر حضور میں تو بار بار عرض
 ظاہری تیرا حال سب آدہ ہر کی غضب

ٹیون جلکا نہ تاب رخ بار و یکہ کمر
 آتش برست کہتی ہیں اہل جہان بھی
 ثبات بروی عشق جہان عام ہو حفا
 آتا ہی سگری قتل کو ہر جہان زینہ کسبی

جلتا ہون امتی طاقت ویدار و یکہ کمر
 سگر ہم نالہای شہر ز بار و یکہ کمر
 رکتا ہون شہر کو بی سبب آزار و یکہ کمر
 مزاج ہون اسکی ماتہ ہن تلوار و یکہ کمر

نابت ہوا

شتاب ہو اسی گمرون بنابر خونِ خلق
 راحت ترا کہ باری کی بیجا قسم سی مانہ
 یکجائی میں ہم آہستہ آہستہ سخن کی کہانہ
 زنا را باندہ سچم مدد داند تو زوال
 این آبلوئی با نون کی گیسو الیہا میں
 کیا بد جان کی مجھ سے کہ آتش میں مری

لہری ہی موج می تیری تیار دیکھ کہ
 جھکو حریف لذت آزار دیکھ کہ
 لکین عیار طبع خضر دیا دیکھ کہ
 رہو چلی ہی راہ کو ہموار دیکھ کہ
 بی خون ہو اسی راہ کو پر خار دیکھ کہ
 طوطی کا عکس سجھی ہی رنگار دیکھ کہ

تیرا سچ سچ سچ سچ سچ سچ سچ سچ سچ سچ
 یاد آگیا جی تیری دیوار دیکھ کہ

لہری تھی ہر اول رحمت ہر دشمن پر
 جھوڑی حضرت لیف فی ہاں ہی جاہ
 فنا تعلیم درس بخودی میں اوس مانہ کی
 فرشتہ قدرت رہتی بھی تیرے سر میں
 ہیں تعلیم الفت میں کوئی دما زار ایا

ہیں ہون وہ قطرہ شبنم کہ سوخا رہا بیان پر
 سفیدی دیدہ بھوب کی پیر ہی زندان پر
 کہ مجھ کو اللہ اللہ لکھا تھا دیوارِ پستان پر
 ہم گم تھیں کتری بار بار ہی دل تلکان پر
 نہ پتہ چھپ چکی تھی کہ ہندی تھر خزان پر

بھی اب دیکھ کر ابرو نہ اٹھائی آگے بڑھا آ یا
 بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا سو گنا
 کہ گرفت میں نہیری آتش پرستی ہی گلستان پر
 قیامت ایک سو اسی تندی ہی خاک شہیدان پر
 مگر ناصح سی حال کیا سو اگر کوئی شدت کی
 سہارا ہی تو آخر روز چلتا ہی گھر بیان پر
 ہی لیکر ہر اک ٹون کی اشارہ عین نشان اور
 یاد ہے وہ بھی ہیں سبھی کی مری بات
 رہو کی ہی کیا اس نگہ ناز کو ہونہ
 تم سہرین ہو تو ہمیں کیا ختم جب اوٹھیں گی
 ہر خد یکدست ہوئی بت شکنی میں
 ہی خون جگر جو سن میں دل کہول کی ہوتا
 مرنے ہول میں آواز پہ ہر خد سر از رہا ہی
 گوشت کو ہی خوشید جہا نساب کا در کا
 بتانہ اگر دل تھیں دیا کوئی دم چین

کہ گرتی ہیں محبت تو لڈ رہا ہی گمان اور
 دی اور دل ان کو جو تندی محلو زبان اور
 ہی تیر مقرر مگر کسی ہی گمان اور
 لی آتش ہی باز اسی جا کر دل و جان اور
 ہم میں تو وہی راہ میں ہی نہ کہ سران اور
 ہولی جو تندی دیدہ و خوانا بہ نشان اور
 جلد و کوکین وہ بھی عابی کہان اور
 ہر روز کو کیا ہوں میں اکس رہنما اور
 کہتر با جو نہ مرقا کوئی دل آہ و فغان اور

بالی ہنر پر

بانی نہیں جب سہا تو جذبہ جاتی ہیں تانی رنگتی ہی مری طبع تو ہوتی ہی روان اور

ہیں ادبی دنیا میں سخنوریت اچھی
کبھی ہیں کہ عالم کا ہی انداز بیان اور

صفائی حیرت آتی ہے سامان ترنگ آخر تغیر آب و جہان مذہ کا باہر گاہ آخر

نہکی سامان شہ و جاہ کی ترسہ حشر کی
ہو اجام نہ رو بہی بھی داغ بگاہ آخر

جنون کی و شکاری کسی ہو گریہ سوزی باری گریہ جان جاگ کا حق ہو گیا ہی بیری گریہ پر

بزرگ کا غنہ آتش زدہ نیزنگ بیانی ہزار آئینہ دل باندی ہی بال یک پھیل پر

نکاحی ہو گویا نہشت کا کیا کیا تقاضا شمع بڑھ کو سبھی ہوئی ہیں مرض ہزن پر

سم اور وہی سبب سچ شہناؤں کی بکثرت شمع مہر کی تہمت گدہ کی چشمہ رزن پر

فنا تو ہوئے شہناؤں ہی انہی حشر کا نمرض طالع خاشاک ہی ہو فوف گلشن پر

اس سبب کی کہ انہ زکات مال کی کہای
کہ شمع ناگزیر خانہ و سلام مہر کی گریہ پر

شکست مصلحت ہی ہون کہ خویان تجہ چنانی ہین
 لازم تھا کہ دیکھو ہر اکوتا کوتی دن اور
 مٹ جا لیا سر گزیر تیرا تیر نہ لہیسی گھا
 آتی ہو طر او ساج ہی کہتی ہو کہ جاؤ رن
 جاتی ہو ہی کہتی ہو قیامت کو ملیں گی
 مان ای ملک سیر جوان تھا ابھی عارف
 تم ماہ شب عار دہم ہی مری گھر کے
 تم کو لسنی تھی ایسی گہری داؤد سند کی
 گذری نہ بہر حال بہ مدت خوش فدا خوش
 جیسی تہمین نصرت ہی تیر سی لڑائی

لکھت ہر طرف بجا لگا تجہ ساقیب پھر
 تنہائی کیوں اب ہو تنہا کوتی دن اور
 ہون در بہ تیری نامہ فرسا کوتی دن اور
 مانا کہ سیر تیرا جہا کوتی دن اور
 لگا خوب نصیحت کا ہی گویا کوتی دن اور
 کیا تیرا گزیر تیرا جو نمرتا کوتی دن اور
 پہر کیوں نہ رہا کہ کھا وہ نقشا کوتی دن اور
 کہ نامک الموت تھا فاکوتی دن اور
 کہ نہ تھا جوان مرگ گذر را کوتی دن اور
 چون کا ہی دہبانہ تماشا کوتی دن اور

'ماوان ہو جو کہتی ہو کہ کیوں جی ہو عالم
 ہنسٹ عین ہی مرنی کی تماشا کوتی دن اور

فانی بیکر

قانع مویی بجان که مانند صبح و عصر
همی ناز و فغان ز راز و مست و فته هر
میخانه جلبر من بجان خاک بی بین
حریف مغرب فتنل من فتنل بسیار
هنو پیرزه بیا بایان نورد و هم وجود
وصال جلوه تماشا بی بر و مانع کمان
براکت حاشی بی آفتاب پرست

بی انخ شوق زینت حبیب کفن هنوز
بودن مفسر و سن شوخی و انخ کفن هنوز
خساره کهنی بی سبب بداد من هنوز
دعا قبول بویارت که هر خضر دراز
بنوز میری لغو من بی نسیب و نذر
که و خجی آینه انتظار کو پرواز
گویی نه خاک بی بر سوای صدفه ناز

نور و کسوت میخانه خون عالم
جهان همه فغانه گردون بی انگشت انداز

دست سحر کرم دیده که سراسر خاک
نابینم آتش و بی مضحک و دست
نور و نور و سبب سی زمین جان چهره

گذری بی ابد با بر کمر بار هنوز
نقش با من بی تب گری زمار هنوز
کیا من بی کبی ایمان چهره

دل کی نگاہ پر نہ نگاہ دل سی سی تیری تیر کا بیکان سیر نیز

تاب لائی ہی نیگی غالب

واقف سخت ہی اور جان غم نیز

نہ فل غم ہوں نہ برون ساز	میں ہیں اپنی شکست کی آواز
تو اور آرائش جسم کا کل	میں اور اندیشہای دور و دراز
لطف کلین تیر سب دلدلی	جسم میں اور راز مای سیر و دراز
ہوں گزشتہ الفیت صبا د	روزہ باقی کی قفس پرواز
وہی دن ہو کہ اور کس شکر سی	نامہ پنچون بجای حسرت نماز
ہن دل میں مری وہ قطر خون	جس سی مرگان ہوئی ہو گلزار
ای تیرا غم نکستہم انگیز	ای تیرا غم سرسبز انداز
تو ہوا جلوہ گہ مبارک	زمین سجدہ جبین بسیار
بھگو بھگو کچھ غصہ ہوا	میں غریب اور غریب انداز
اسد اللہ خان تمام ہوا	ای دریا و دریاں ہوا بار

بارگاہ

باب سیمین مهله

فروغی فتوحی که بری که سفر آتا هی
 دامن خالی نفس مرغ لنگ تارکی باس
 جان شنه از ارات کی بنوا
 جوی خلی هستی بهایی بن هر خالی باس
 منده نمین کهوتی کی کهوتی کهوتی
 خورشید آبی ترم اس غاسی بهایی باس
 دین هی از کس کی تر تا جو زبان کایا
 دشت که تیر ساسر نامری محمودی باس
 دمی شیرین جایی کی یکن ای دل
 نه تیری جوی خویان دل از کس باس
 دیکه که تیر جوی کی که تیر کس باس
 خود خود به جوی کی کل رفته دشت کس باس

مرگایه بزرگی سر غالی جی سی بی
 بهیما ارسکا وه اگر سرری دلدار کی باس

باب شین معجمه

زیر بزرگی سر غالی جی سی بی
 لقاوی خانه آتیه بین روی لغاتش
 فروغی جی سر غالی جی سی بی
 ز لکلی شمع کی باسی لقاوی لنگر خارا نش

باب عین ماه

جاده روزه خور کو وقت شام می باشد
 جبرخ و اکثر ماهی ماه کوشی خوشی و ماه
 رخ لنگاری می سوزد جادو الی شیخ
 زبان ابل زبان این می برگ علموشی
 کمری می هفت ماهی شعله قلمه تمام
 غم اسکو حیرت پروانه کاهی ای شعله
 تیری خیال می روح استنار کمری می
 جلی می و یکدیگر بالین باز بر محسوس
 نه کیون چون لیری شیخ به جانی شیخ

باب الفار

بهم ریب می نهی لری و دراع موس
 جلتا می دل کیون نه هم آریا می گئی
 مجبور باین ملک پوشت می اختیار حریف
 ای نامی نفس شعله بار حریف

باب کاف حزلی

نغم پر چرخ کین کمان مغللن بی پروا نک
 گم در راه یابی سامان تا زخم دل
 محکوم ازانی رہی محکوم باریک ہو جو
 سوز جودن تہا کنار بحر کسکا کہ آج
 داد و دیا ہی مری نغم مگر کی واہ واہ
 چور کمر جانم مجروح عاشق حیف ہی
 میری منت نہ پہنچو گھائی تو میر و رد
 کیا مرا تو نا اتر پہر ہی ہی ہوتا نک
 در پہ ہوتا ہی جہان میں کس قدر یاد نک
 نالہ بلبل کا ورد اور خندہ گل کا نک
 گم و ساعلیٰ ہی نغم و حجبہ دریا نک
 یاد کمر تہا ہی دیکھی ہی وہ جیسا نک
 دل طلب کمر تہا ہی زخم اور مانگی ہی اخلا نک
 نغم نعل خندہ قاتل ہی سر تہا یا نک

یاد میں غمالت بھی وہ دن کہ وحدت و قلم

نغم گم تہا تو بلکوں شہی میں جیتا تہا نک

آہ کو جاتی اک عمر اشرافی کہت
 کون جیتا ہی سری زلف کی سرمئی کہت
 دامن مرجع میں ہی علقہ صد عام نہ نک
 دیکھیں کیا ندری قطرہ بہ بہر سہی کہت

عاشق صبر طلب اور تمنا بی تاب
 سہی مانا کہ غافل نہ کرو گی بس کن
 برونو خوری ہی شہم کونسا کی نصیم
 کہ نظیر میں نہیں نہ صبر ہی غافل
 دل کا کسا رنگ کسوں غم میں مگر سونہا
 خاک سہ جانیگی ہم تکو خیر سونہا
 میں ہی سونہا ایک غلام کی سحر سونہا
 گری برہم ہی اک رقص سر سونہا
 غم ہستی کا اسد کس ہو خبر اس سلج
 شمع ہر رنگ میں ملتی ہی سحر سونہا
 باب کاف فارسی

گھر تھکوتی یقین اجابت و خاندانہا
 آتای دانه حسرت دل کا شمار بار
 یعنی نصیر یک دل بی بد و زنا
 بچہ ہی مری نہ کا حساب ایخدا انما

باب اللام

کسی بقدر ہلاکت فریب رفای
 آراستہ نسیم مبارک کہ بر صفت
 جہل کی کار و بار بہ ہیں خندہ مای گل
 توئی ہری میں حلقہ و ارم موہی گل

و نہ کوئی اندر کا

جو تہا سرسبز گاہک ہوئی میں مر گیا
 خوشحال اوس حریف کیست کا کہ جو
 ایجاو کمری ہی اکی تیری لہی بہار
 شہزادہ رستی میں بھی باد بہار سی
 سلاطین سی تیری جلوہ حسن غمور کی
 تیری جلوہ گاہی مہر ہو کا کہ آج کل
 ای دلی نالہ لب خوتن نوای گاہک
 رکنا ہی نعل سبایہ گل سرسبایہ گل
 میرا قیاس نفس و طرسای گل
 بہنای لی شراب دل لی ہوای گل
 خون ہی مری لگاؤ میں گاہک ای گل
 فی اختیار دوری گل در قفای گل

حال میں ای ایسی تم خوشی آرزو
 جہاں خیال ہی گل جیب سبای گل

باب المہم

غم نہیں ترہانی آزادوں کو شیرازینش
 محفلین ہر جم کمری ہی گنچہ باز خیال
 باد جو و یک جہان گنہار سیراتی ہیں
 برق کی کمری ہیں روشن شمع با تم خانہ ہم
 ہیں درق گروالی شیراز یک بجائہ ہم
 ہیں جہاں خانہ بستان دل پروانہ ہم

ایسا آسان نہیں ہو
 روزا
 دل میں طاقت جگر میں حال کہان
 حشوق
 وان جو جاویں گمرہ میں مال کہان
 ہوں
 میں کہان اور یہہ و بال کہان
 نکر دنیا میں سر کہان

منہج مونی نوی غالب

وہ عناصر ہیں اعتدال کہان

کی دنا ہم سی زخمیر اور کو خفا ہے میں
 آج ہم ابھی پریشانی خاطر آوں سی
 اعلیٰ عقون کی میں یہ دل نہیں ہے نہو
 دل میں آجای ہی ہوتی ہی جو غمست
 ہی بری سرحد ادراک سی انبا سجد
 مابی انگار یہ حبیبی تجھی رحم آملی
 رک شیر دل میں ہی اس کی گھر لگا
 ہوتی اتنی ہی کہ اچھون کو برا کہتی ہیں
 کہتی جاتی تو میں خود برکتی کیا کہتی ہیں
 جوی و غمہ کو اندوہ نہ کہتی ہیں
 اور برکوں سی نالی کو رس کہتی ہیں
 قبلہ کو اہل نظر قبلہ نہ کہتی ہیں
 خارہ کو تیری ہم ہر گیا کہتی ہیں
 آگ مغرب ہی ہو جو ہوا کہتی ہیں

و کیستی ملتی بین ادب شوخکی غزل گانگ
اوسکی ہر بات بہ ہم نام خدا کہتی ہیں

و خست و سستہ اب مرید کو ہیں شاید

مرکبا غالب آسفتہ نو کہتی ہیں

آہر کربا خاک ادب کی گہکھشتیں ہیں نہیں
ضعف سی ای گریہ کچھ باقی مری تن ہیں نہیں
ہو نہیں ہیں جہا خبر دی لگا ہوا کتاب
کیا کہوں تار پائی نہ دان غم اندھیر ہی
روقی ہستی شش خانہ ویران ساز سی
زخم سلوانی ہی نمبہ بر چادر جوتی کا ہستی
سکھ نہیں ہم آپ سے رنار کی ماری ہوئی
تھر تھر اک بریں ہی نئی ناسور کا
گیلی سائی کی عزت ملزم آسائی مری

ہی گریہ بیان تائب ہر ان جو اس میں نہیں
رنگ مگر اور کیا جو خون کہ دہن میں نہیں
ذری اوسکی گہر کی دیواروں کا روز نہیں
پہلو نور صبح کی کم حب کی روز نہیں
آجین کی شمع ہی تھر برق خرنی میں نہیں
غیر سمجھای کہ لذت زخم سوز نہیں
جلوہ گل کی ہوا اگر وہی صفت میں نہیں
خون نہیں ذوق و دہشی نارنج مری نہیں
روح ہی کی آنج رنگ مینا کی سر نہیں

دلنا زلف میں

ہوشتارِ مصحف میں کیا تاوان کی نمود قد کی چھائی کی ہی گنجائش مری میں نہیں
تو میں میں شان کیا حال ہو غریب میں قدر
بی تکلف ہوں مٹتے خشک کہ گلشن میں نہیں

عہد کی سی بدخمانگی یا سہر نہ آسکا گسرا کر او اہوں تو اسی اپنی فضا کہوں
حلقی میں چشم ہای کشادہ بسری دل ہر مار زلف کو بندہ سرمہ سا کہوں
میں اور صد ہزار نوای جگر خراسان تو اور ایک دہشت نشین کہ کیا کہوں
ظالم مری گھاں سی بھی منصف دل نہ چاہا
ہی ہی خدا کمر دہ بھی اپی دلف کہوں

مہربان ہو کی ہر تو بھی جاہو حسرت میں کیا وقت نہیں ہو کہ ہر اپنی سکون
مصحف میں طعنے اغیار کا شکوہ کیا ہی بات کچھ سر تو نہیں ہی نہ اور نہ باہی شکون
زہر لٹای نہیں مجھ کو شکر و نہ
کیا قسم ہی تیری مانی کہ کیا سکون

ہم کی نعل جاو بوت کی پری ایلدن ورنہ ہم چہر نیلی کہہ کر حذر مستی ایلدن

قهر و اوج بانی عالم امکان بنو
 اس لبیدی نصیبون بنی سستی ایدن
 قمر کی پتی نمی لیکن سمجستی تھی کہ مان
 زبانی و لگی ہماری نمانه سستی ایدن
 نعمت های ختم کو پتی ای دل غنیمت جانی
 بی خدا سو حال گایا بهر سستی ایدن

دهنول و شیار اس سر اماناز کا شلو و نهین
 ہم کی کمر بوی تھی خالت سستی ایدن

ہم بر جاسی ترک و ناگمان سہین
 اک چپیری دگر مراد اسحاق نہین
 کس غنیمت کی کمر بوی اس لطف خاص کا
 پر شش اور بای سخن در میان نہین
 ہلکو ستم ختم شکر کو ہم شہر ز
 نامہ زبان نہین ہی اگر مہربان نہین
 بوسہ نہین نہین و شش نام ہی سہی
 آخر زبان تو کہتی ہو تم لہر زبان نہین
 ہر چند جاگدازی قبر و عتاب ہی
 جان مطرب نرائی ہل من مزید ہی
 ہر چند جاگدازی قبر و عتاب ہی
 خنجر سی جیر سینه اگر دل شود و نیم
 جان مطرب نرائی ہل من مزید ہی
 ہی تارک سینه دل اگر تشکدہ بنو
 ہی عار دل نفس اگر از نشان نہین

نشان ہیں جن زبان

آتھان نہیں جڑن میں ہدی ہو گھر خراب
 گوئز زمین کی بولی بیابان گھران نہیں
 کہتی ہو کہ کلبہا ہی تیری سرگشت میں
 گویا جہنم پہ سجدہ بست کائنات نہیں
 باتا ہوں ادس کی دوا دیکھ اپنی کلام کی
 روح القدس اگرچہ برا ہنر بان نہیں
 تجا ہی ہمایا ہوسہ ولی کمرن ہی رہی
 غالب کو جاننا ہی کہ وہ نیم جان نہیں

مانع نہت ہو رہی کوئی تدبیر نہیں
 ایک چٹری مری پاؤں میں رہنجیر نہیں
 شوق ادس نہت میں ڈرائی ہی مگر کہ جہاں
 جادہ خیر از گندہ دیدہ لغو میر نہیں
 حسرت نہت آزار رہی جاتی ہی
 جادہ راہ وفا خبر دم کش میر نہیں
 رنج زسیدی جاوید گوارا رہیو
 سرکجا تا ہی جہاں زخم میرا جہاں جہاں
 جب کمر رخصت بیابی دستاخی دی
 خوش ہوں گزرا نہ زلونی لشی تا میر نہیں
 نہت سہا نہت اندازہ نقس میر نہیں
 کوئی نقسیر کج نہت نقسیر نہیں
 غالب انہا بہر عقیدہ بقول پاسخ
 آپ میری جو نقد میر نہیں

ست بروکست ہیں سچو زنگاہیں
 ہیں جمع سربای دل چشم میں آہیں

کھل گئی تھی مانند گل سو جاسی دیوار چین
سرودی باوہ آراوی گھر فخر چین

بزرگ حال گریز جانشی ہی دکھا جا رہی
انفت گل ہی غلط ہی دوشی و سرنگی

جان سپاری شجر مدین
جام می خاتم جسدین
دڑی بی سر تو جو کشت پستین
وزیر مر جانی میں کجہر بدین
خیم محرومی جاوید بدین

عشق تا تیر سی زوید بدین
سلطنت و کتبت آتی ہی
ہی تھلی نری سامان وجود
راز مشوق نہ رسوا ہو جاوی
گھر و شکر گشت بسی دہی

کستی میں بی بی میں امید بزرگ
سکھو میں کی ہی امید بدین

خباہن خیابان روم دیتی ہیں
سودا میں سپر خدم دیتی ہیں
نیاست کی نشتر کو کسم دیتی ہیں
تھی کس تھما سی ہم دیتی ہیں
کہ سب کو کمالش شکم دیتی ہیں
نام نشتر دن کاہ

جہان تیر انفس قدم دیتی ہیں
دل انشتگان خال کج دین کی
نری سر و قامت سی آفت آدم
نما نہ کہ ای محو آئینہ داری
سرخ و سفید آہ لی سرخ و دل کی

بنام فقیر و ناکام سید غالب
نمائندای اهل کرم و عیسی

ملتی ہی خوی یاری نامراتھاب ہیں
کب سی بہن کیا باتوں جہان خراب ہیں
تا پیرہ اسطاریت بند آئی رات بہر
تا صد کی آتی آتی خط اک اے سکھ رہن
مجھ تک بآمن کی بزم ہیں آنا تادور جا
جو تکر و فاقہ فریب اس سب کیا چلی
میں مضرب سون وصل میں خوب نصیبی
میں اور خط وصل خدا ساز بابت ہی
ہی توری جو عید ہی ہوئی اندھ لقا
لاکھوں لگاوا اک صبر آلا لقا
وہ مالہ دلہن بخش کی ہر ابر طبع نہای
وہ سحر و جادو میں نہ کام آئی

کافر سون گریختی ہو رات غدا بہن
شب بھی سو گریختی سکون گریختی ہیں
اتکھا اھد گریختی آتی جو خواب ہیں
میں جانا سون جو وہ لہن لگی خواب ہیں
ساقی فی کچھ بلاد مذاہب شراب ہیں
کیوں گمان جو دست کسی دشمن کی با بہن
وہ الہی تکر و ہمہ کی رس صبح زما ہیں
جان نذر دینی قبول کیا اٹھ لقا ہیں
ہی اک شکن بڑی ہوئی طرف لقا ہیں
لاکھوں بناوا اک بڑا عتاب ہیں
جس مالہ ہی شکاف بڑی آفتاب ہیں
جس سحر و جادو میں نہ کام آئی

غالب تھی شراب برابر ہی کھیتی
 بیابان نور ابرو شب و ما شبانین

کل کی لگی لہرائی تھی شراب میں
 عین آج کون ذیل کہ کل تک تھی پسند
 جان برون گھٹنی گھٹی ہی تھی مسماع
 رومین ہی بخش عہد کمان و پستی ہستی
 آرتنا ہی محکوم اپنی حقیقت سی لحد ہی
 اصل شہود و شہود و شہود ایک ہی
 ہی مثل نمود خور پر و جو و جو
 شرم اک اداسی مانہ ہی اپنی ہی سی ہی
 آرائش حال سی مانع نہیں ہوتی
 ہی غیب غیب کو سمجھتی ہیں ہم شہود

بہ سورن سی ساقی کو شری باب میں
 گستاخی نہ نہ ساری خباب میں
 گروہ صد اسماعیلی ہی چھوٹ باب میں
 نہ مات پائی ہی نہ باہی رکاب میں
 جتنا کہ وہم غیری ہوں بیج و تاب میں
 حیران ہوں کہ پرت سادہ ہی کس حساب میں
 مان کا دہرا ہی طمرہ و موج و حباب میں
 ہیں کتنی حجاب کہ ہیں ہیں حجاب میں
 پیش نظری آئینہ و ایم نقاب میں
 ہیں خواب میں خور جو جاگیں میں غراب میں

غالب ندیم دوست سی اتی ہی لکھی دو
 شمول حق ہیں بندگی اب برابر میں

جمال بون

حیران ہوں دل کو رو دین کہ میں گلبرگ ہوں
 چہ روزانہ رنگ کی تیرگی ہر گام نام لہن
 جانا پڑا قیاس کی در پر ہزار بار
 ہی کیا جو کس کی باندہ تھی سری ہلا دوری
 دو وہی کستی میں کہ میری رنگ نام ہی
 جلتا ہوں تھوڑی دور ہر ایک تیرگی سنا
 خواہش کہ اجنون کی ہر شمس و باقرا
 بہر خود میں بھول گیا راہ کوئی بار
 اپنی بکریا ہوں تمایس ابل و بر کا

مقدور ہو دستا تہر کہ ہوں زخم گھر کو
 ہر ایک ہوتا ہوں کہ جان کو گھر کو
 اسی کاش جانا نہ تری زلف کو
 کیا جانا نہیں ہوں تمہاری گھر کو
 یہ جانا اگر تو نہ جانا نہ گھر کو
 بچا جانا نہیں ہوں اپنی راہ کو
 کیا پڑتا ہوں اوس بے بیدار کو
 جانا کو گھر ایک دن اپنی خبر کو
 سہما ہوں دلہن پر مستاح ہر گھر کو

خار خدائری کہ سنہ

دیکھوں سنی بیا و حالی ہر کو

دیکھ میرا بے بی ادبی مسطور نہیں
 وعدہ کھسپان ہی خوشا عالم شوق
 شاہد ہستی مطلق کی طریقی مستلم
 خبر کی بات خبر جای زخم دور نہیں
 فرود تل قندہ ہی جو نہ کار نہیں
 رنگ کہی ہیں کہ ہی ہر میں مسطور نہیں

قطره انجلی حقیقت این است در با سکن
 حیرت ای ذوق خیرالی که در طاعت نهی
 این جو کتا چون که هم نیکی قناعت این نهی
 غلام کرم لطف در بلخ آتا هو
 صاف روی کنش بجا نه جسم این هم کس
 کمال تعلیق ترک ظرفی مفسور نهی
 عشق بر حسیه کی گویان من بخور نهی
 کس جویت سی و لبتی این که هم جویت نهی
 تو خائل من کس سی بکسی حذر نهی
 دای و باد که اسرفه اسوس نهی

بوی خوری کی مقابل من تهای عا
 میری دومی به چغت سی که مشهور نهی

ناله خبر غزل طلب ای کس اجماد نهی
 عشق و مزدوری به عشرت که خبر کجا جو
 کم نهی و بی خیرالی من به وحت معلوم
 ابل نهی کس هر طرفان حوادث مکتب
 دای محرومی سببم وید اجمال و نا
 زلف شکلی گل و لاله بر لب ان لعل کی
 سبیل نکاتی نمیدکری ای گلچین
 ای تقاضای بخشکوه بیداد نهی
 حکایت سببم نای فریاد نهی
 زلفت من سی مجبی عشق کس فریاد نهی
 و طمعه روح کم کس سببی دوست نهی
 جانتای که این عاقبت فریاد نهی
 کس خبر اغان سهر بگذر باد نهی
 فروه ای مرغ که طند از این غمناک نهی

لای

نقش کی کمرنی ہیں انبات تراوش گویا
کم ہنیں جلوہ گری ہیں تیری گوجہ سی ٹبت

دی ہی جابی ہیں اسکو دم ایجا و ہنیں

ہر ہی نقشہ ہی ملی اسقدر آباد

کمرنی جو ہیں منہری ہو خربت کا شکایت غالب

تنگولی مہری یاران وطن باد ہنیں

دور و جہاں دی کی وہ سمجھی ہر خوش رہا
تہا نک کی ہر مقام پہ در جاد رہ گئی

بہاں آبرمی جو شرم کہ گسار کیا کریں

تیرا تبا نہا ہیں تو ناچار کیا کریں

کناش کی ہنس میں ہوا خواہ اسل بزم

ہر خرم ہی جاگد از تو خجوار کیا کریں

بگتی ہی شیر کی شیریں بیانی کا لیر
سوشن کا اسکو گھان سہنی بانڈ ہنیں

تباست ہی شن سید کا دشت تہیں ہیں
تجربہ ہی مہر برون ہی ہوا ہی زمانہ ہیں

دل نازک ہیں و سکی رحمت نامی بھی سنا

نکسر شرم اور کافر و الفت آزمائی ہیں

دل نکسر لگ سا لگن تو تنہا بہت
بارش اپنی سیکس کی ہنیں باقی لایان

ہیں زوالِ آمادہ اجڑا آفرینش کی تمام
مہرِ مردوں ہی جبرائیل رکتا رہا دیان

بہرِ سم جو بحرِ من دلور و دروگر و گہنی ہیں
وہ آتی گہرِ من ساری خدا کی قدرت ہی
نظرِ گہنی گہنی اس کی دست دبا د کو
کبھی صبا و کبھی ناراہ بر کو دیکھتی ہیں
کبھی سم از کو کبھی اپنی گہر کو دیکھتی ہیں
بہرِ گہنی گہنی مری زخم جگر کو دیکھتی ہیں

مطالع و گہنی
تسری جو ہر طرف کھلے کو کھا دیکھتی ہیں
بہرِ اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتی ہیں

نہیں کہ جسکو دست کا اخفا دہیں
کوئی گہنی کہ شبِ مہرِ من کا برائی ہی
جو آؤں سانی آؤں کی تو مر جائیں
کبھی جو یاد ہی آتا ہو نہیں تو سستی ہیں
علاوہ خدا کی ملتی ہی اردن ہی شراب
جہا نہیں جو ختم شامی بہرِ من کیا کھام

شبِ فراویں روزِ خبر از باو نہیں
بلای کی آج اگر دن کر ابر و باد نہیں
جو جاؤں رہا نہ کہ ہیں تو ختم باد نہیں
کونجِ ہر مہرِ من کچھ فتنہ و فساد نہیں
گدا کی گوجہ بخاڑا نامراد نہیں
دبا ہی مسکون خانی و دوسرے نہیں

(ادنی نام)

تم از منی و عدو فکر اولی کیوں کرو
 بہر کیا کہ تم کہو لوروہ کہیں کہ یاد نہیں

تیری تو سن کو صبا باندہتی ہیں	ہم ہی مضمون کی سوا باندہتی ہیں
آہ کالسنی انرویکھا ہی	ہم ہی ایک اپنی سوا باندہتی ہیں
تیری فرصت کی مقابل ای ٹمر	برق تو پا بہ جفا باندہتی ہیں
قدیستی ہی ہستی معلوم	اترک کو لی سرو با باندہتی ہیں
نہ رنگ سی ہی و اسند گل	سرت یک بندنا باندہتی ہیں
خلیہای مضامین مت بدچہ	گت ناکہ کورس با بندہتی ہیں
اہل تدبیر کی و اماندگی ن	آہلن بر چھا باندہتی ہیں

ساوہ پرکا ہیں خواب عجب

ہسی سہان و نا باندہتی ہیں

زمانہ سخت کم آزاد ہی بجاں
 رگہ نہ ہم تو قمع زیادہ کی ہر

و ایم برا سو اتری و بر نہیں ہیں
 خاک ایسی نشدگی کہ تیر نہیں ہیں

سیرن گردش مردم گیسو زنجاری
 یارب نه مانده بکوه عنائی کسی
 حد حاشی سر این عقوبت کی و سلی
 رگی بی تو قدم مری را بکوه کسی
 کمری بود مکتب منع قد بوس کی بی

انسان چون بپایه و سافرنش چون این
 لوح جهان به حرف کمرش چنان
 آخر گناه گار چون کافرنش چون این
 رتبه این مهر و مایه سی کمرش چون این
 کیا آسمان کی بی برای این چون این

غافل و غافل خوار و خوار
 و دل نمی که هستی نمی و کمرش چون این

نایب جهان که بپایه و سافرنش چون این
 یارب نه مانده بکوه عنائی کسی
 حد حاشی سر این عقوبت کی و سلی
 رگی بی تو قدم مری را بکوه کسی
 کمری بود مکتب منع قد بوس کی بی

نایک این که صورتش چون این
 لیکن به نقش و نگار طاق سیاه
 شب که این جی این کیمای که حرم این
 لیکن این روزن و لور و زندان
 بی زینت خوش که محو ماه کنعان
 این به سحر و جادو که شمع و نور و این
 ندرت جی سی بی حوری که دران
 بپایه

ڈرنالہای تلمسی میری خدا کو مان
 دل میں ہی باریک صفت نرگالی روکشی
 آخر نواہی مرغ گرفتار رہی نہیں
 حالانکہ طاقت طیش خار بھی نہیں
 اس سا دلی بہ کون نمر جابی ای خدا
 لہری نہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بار
 دیوانہ گریں ہی خوشبار بھی نہیں

نہیں ہی شمع کو تہی بجیہ کی درخوردی نہیں
 ہوتی مائع و نوق تماشنا خانہ ویرانی
 ہوا ہی تار آئینک بایں شمشیر جہنم سوزن
 کف سیلاب باقی ہی ہر گاہ نہ روزین
 و دلیت خانہ بیدار کاوشہای شکر گاہ میں
 بیاں کسی خوش طاعت گریہ کی سہان کی
 نہ کو ہشت مانہ ہیر لطفی شور جنون اتی
 ہوتی اوس مہر و ش کی جلوہ نشانی کی آ
 نجاؤں زکریا یار میں چہ صحبت خواہا
 ہزاروں دل وی چو شجر چو لہریں جلو
 ہوا ہی خندہ احباب بخیر صیباں میں
 ہر انسان جو ہر آئینہ میں مثل درہ روزین
 جو مل میں تہی گھنٹن میں خوشیوں کی ہول
 سو کیر سوید ہو گیا ہر قطر خون میں

اسد زندانی تائیر القہای جوان ہون
 نمہ دست نوازش ہو گیا ہی طوق لہر دین

زنی بھائی

میزی جهان کی امنی نظر میں خاک نہیں
 مگر گھر غبار بہتی پر سوا اور انیچا سے
 یہ کس کی شب سائل کی آمد آمد ہی
 بے لگا اسی شے ہی کچھ بھی کریم آتا
 خیال حلوہ حل ہی شراب میں می کش
 ہوا بول شے کر خازن گری سی تیر منہ

سوی خون جگر سو گھر میں خاک نہیں
 و گھر نہ تات تان بال و پیر خاک نہیں
 کہ خیر حلوہ حل رہ گھر میں خاک نہیں
 انہری نفس فی انہر میں خاک نہیں
 سزا خانہ کی و لو اور و درین خاک نہیں
 سوی حیرت تھیر گھر میں خاک نہیں

سمای شمس صوفی کی اسد

کمالہ ز فایہ عرفان ہر میں خاک نہیں

دل ہی ہی نہ لگت و رفت و روی ہر نہ آتی کون
 و میر نہیں حرم میں رہن آستان نہیں
 جوت بحال دلفر و صورت میر تسم روز
 رشتہ غمہ جاستان ناوک نانی نہا
 تیر حیات و بند غم اصل میں و ناک نہیں
 جس اوج او سپرین بن گئی و ابھر گم

روشنی کی ہم سرار بار و پیر میں کون
 بھی میں بکدر بہ ہم خیر سمان ادبائی کون
 آپ سی ہون غارہ سوز پر وہ میں ہونہر جہاں
 تیرا ہی عکس رخ ہی سامنی تیری آری کون
 موت سی پہلی آدمی خرم سی نجات باقی کون
 ابھی حیات و پیر خیر کر آزادی کون

وان و غم و غم زار باریان همه حجاب با برض

مان و نهش خدا برست جا و ده بی فانی

عالم شسته کی غیر کس کی کام بندین

رختی از زار کیا چیتی های مای کیون

خفته نا سگفته کو دوری مت رکمانه یون

بیرست طریق و بستی که چیتی کیا که یون

رات کی وقت می تنی سانه ز صیگرت

خیری رات کیانی بید و بکمانه و بکمانی

بزم من او کی روم و کیون نه خوشی

مینی که بانه بزم نار جانی غیری سی تنی

جبهه سی که جو یارنی جانی من بون که طری

کس بجی کوی یارین رستی کوی و نه یادنی

گتریری دل من به خیال و دل من سوختن کازوال

بهم جو چیتی که بخت کیون که هر رکات فارسی

راه من هم ملک من بزم و بملدی کیون

جسد و دین و دل خیر و کسکی گلی من جای کیون

بوسه کو چشمان من غمی سی بجی بیا که یون

او کی هر اک اشراف سی لکلی سی بیدار که یون

آتی و دین خدا کسری بزم کسری خدا که یون

سای آن تنها اوریده و بکمانه که یون

او کی تو خاموشی منی منی تنی سی بیا که یون

مستقیم طرف لی بکمانه و بیا که یون

و بکمانه کی بستی و خودی ملنی لگی بیا که یون

آینه تو ازین صیرت نقش با که یون

موج محبت آب من ماری سی بیا که یون

گفته عالم اکبهار بیده کی او سی بیا که یون

والله

باب الواو

حسدی دل اگر ز سردهی گریه نشا هو
نه چشم تنگ شاید کثرت نظاروس و او
بعد حسرت دل جاپی ذوق معاشی پی
بهر دل یک گوشه دامن گریه است دریا هو

اگر در سرود گریه خرام نانا جاوی
کف خاک گشتن شکل گریه نازم سا هو

کعبه بین جبار تا تو ندوخته کیا کس بین
بهولا چون تو محبت ای دل نشت کو
طاعت بین تا پی نای و اندیش نای
دو رخ بین دال و کوتی یکسر نشت کو
هون مخوف نه کیون ره و قسم جواب کی
تیر لگای قوط قلم ستر نشت کو

عالم گریه کی و نمانه بین مجبی
خسرم جلی اگر نه مانع کهای گشت کو

وارسته اس کی ای کعبه محبت کی کیون نهو
تشیجی ساری سانه عداوت کی کیون نهو
چو رانه تجه بین مشفق لی زانک اختلاط کانا
پی دل جز بار نشن محبت کی کیون نهو
ای محبو تجه کی تذکره بغیر کا گویا
هر خند بر سبیل شقایب کی کیون نهو

بیدار ہوتی ہی کہتی ہیں ہر درو کی دوا
 واللہ بی کی کی کی ہی معا ملہ
 ہی آئی بجای خود اک محشر خیال
 نگار نہ بولی بہت ہی انفعال
 واکرنگی بیارہ بیگیا لگی نہیں
 مٹا ہی فوت فرصت ہستی کا خم کوئی

اوس تہنہ کنوئی دستا لپٹی نہیں اسد

اس میں ہماری سر پہ تیامت ہی کہیں نہ ہو

یوں ہو تو جابرہ مخم الفت ہی کہیں نہ ہو
 اپنی ہی لہجہ ہوں خجالت ہی یوں نہ ہو
 ہمراہی سمجھتی ہیں خلوت ہی یوں نہ ہو
 حاصل کیجی دہری ہی صبر ہی کہیں نہ ہو
 اپنی ہی کمر بھر سی خوشی ہی کہیں نہ ہو
 چھر چھر صر صر عبادت ہی کہیں نہ ہو

نفس میں ہوں گھر چاہی جانیں سر کی بو کو
 نہیں گھر میں آسان ہوتی یک کما کم ہی
 نہ نگار نہ نگار ہی تیری ایک آنسو دوس جبر کو
 خدا شرمای ہاتھوں کو کہتی ہیں کشن میں
 ابھی ہم تسلیم کہہ گا دیکھنا آسان سمجھتی ہیں
 ہوا جبر چاہو بیری با بون کن بجزیر شنی کا

مرا ہونا نبرا کہا ہی بوسہ جان گلشن کو
 ندی ہوتی خدا یا از روی دوست دامن کو
 کیا سبب میں جستی خوش بھان مرغان کو
 کبھی میری گریبان کو کبھی جان کی دنگو
 نہیں دیکھا شتا و جوی خنن تیری کج
 کیا لی با ماسکان میں سنش خبر ہی آہن کو

دنیایا

خوشی کیا نسبت خبری المیر بار ابرامی
وفا و اری انبیر استوار اصل ایمانی
پیشادیت ہی مری نسبت میں جو دی ہی ہر چو کو
نہ تمنا و نگہ رات کو یوں جھیر سوتا
سخن کیا نہیں سکتی کہ جو بانی ہوں جو ابرامی

سجھتا ہوں کہ ہر شے ہی ہی مہی ہی مہی خبر کو
مری بختانہ میں تو کہہ میں کا ڈو و مری میں کو
جہان تلوار کو دیکھا چھکا دیکھا ہاں گردن کو
راکھیاں نہ چور لگا دھا و بنا ہوں رہن کو
جلگیا ہم نہیں رہیں کہ ہوں جانی مہدی کو

مری شاہ سلیمان جاہی نسبت نہیں غالب

فردیون و جیم و خیر و داراب و ہیں کو

دہر ہا میں جہاں پنی کو اور میں کی بانو
ری ساوگی ہی جان پر میں کو ہن کی بانو
پہاگی ہی ہم بہت سوا سیکی سنرا ہی یہم
مرسم کی جستجو میں ہر ہوں جو دور دور
الہی ذوق و شوق و زوی کہ لید پر
ہی جو ش گل ہار میں ہاں کہ ہر ہر
شیکو کی خرمی آبا ہوں کہ ہن

کہتے ہی صدی کہتے ہی ہاں ہر لکھن کی بانو
ہیہات کیوں نہ نوٹ گئی ہر ترن کی بانو
ہو کر اسیر و ابھی میں راہزن کی بانو
تن سی ہوا نگار ہیں اس حسن تن کی بانو
ہاں ہی میں خود بخود مری اندر کہن کی بانو
اور آئی ہوتی ہاں ہن زنج ہن کی بانو
کہتے ہیں آج اوس بہت تار کہن کی بانو

عالم کی علامت میں کون کون سے رہنما
بنیادوں و مبنی سر و شیریں سخن کا بانو

وہاں کو کونوں کی تہاں میں ہوں مٹا
یعنی ہر مہری آہ کی تانہری ہوں
رہی کو دیکھتا ہوں فوقِ ستم تو دیکھ
آئینہ ناکہ دیدہ پنجہ سری ہوں

وان پہنچ کر خوش آتاپی ہم ہی ہوں
دیکھیں اور بھی دل محو و مار کھتا ہی
ضعف ہی نقش تی ہو ہی فوقِ گردن
جانگیر کچھ نفاصل کہ کچھ اسید ہی ہو
رنگ یک سطر جی و ردائے باگت خیرین
سرور الی کی جو بعدی کو مگر چاہا
وہ کی خون کبری کی کیا وجہ دیکھیں ناچار
تم وہ مار کٹ خوشی کو نعمان کہتی ہو
کچھ نہ انیکا باجست ہنس کھلتا یعنی

صدر آفتاب میں بوس قدم ہی ہوں
کس قدر ذوق گرفتاری ہم ہی ہوں
میری کو خجری کہان عاقبت رسم ہی ہوں
ریگاہ غلط انداز تو رسم ہی ہوں
تاکہ مرجع سحر تیغ و دودم ہی ہوں
ہنسکی بولی کہ تیری سر کی قسم ہی ہوں
باسن سبر و نقی ویدہ اہم ہی ہوں
ہم وہ عاجز کہ نفاصل ہی قسم ہی ہوں
ہو کر سیر و تماشا سو وہ کلم ہی ہوں

نفاصل

نصف سلسلہ شریف ہیں ہی بہر شہر
 غم سیر بخت و خوف غم ہی ہماکو
 تی جاتی ہی ہیں ایک تہ قہ غالب
 جاوہرہ کشش کاف کرم ہی ہم کو

تم جانو تمکو غیر ہی جو کسم و راہ ہو
 بچتی ہیں موخذہ روز عشر سی
 کیا وہ ہی بلکہ کش و ناچس سپاس ہیں
 اوپر اسوالتاب میں ہی اونکی ایک تار
 جسکے چہرے تو پیراں کیا حکم کی قید
 سنتی ہیں جو بخت کی تہر تہر سبوت
 حال ہی گم نہ تو کہہ اسافر نہیں
 دنیا ہو بار بار اور مراد باد ہو

گنتی وہ بات کہ پوچھتے تو کیوں نہ ہو
 ہماری نہیں ہیں اس فکر کا ہی نام مل
 وہ بے ہی اور یہ ہی کشش تو کیا کیجے
 کہی ہی کیونہر ابیر کہو تو کیوں نہ ہو
 کہ گم نہ تو کہان جانیں ہو تو کیوں نہ ہو
 حیا ہی اور یہ ہی گو گو تو کیوں نہ ہو

منهن کي کو که گذار اهنه کي ستره
 او چيستی هو تم اهنه و کيستی هو اهنه
 جسي لهنه و روز سياه سياه
 هين ستره اهنه و اهنه ستره
 غلظه تها من خط بر گاه تلي کا
 تبا و اوس نزه و دمي که محبو قرار

بتو کي هو اهنه ستره
 جو تم ستره من اهنه و کيستی هو
 و ستره من اهنه و کيستی هو
 ستره ستره اهنه و کيستی هو
 نمانی و ديه و ديه و کيستی هو
 نيش و رگ عان من و کيستی هو

مچي جوي من غلظه و اهنه
 خرق يار من تلي و کيستی هو

کسي و دلي و کيستی هو
 و اهنه و کيستی هو
 کسي و دلي و کيستی هو
 و اهنه و کيستی هو
 کسي و دلي و کيستی هو
 و اهنه و کيستی هو

و اهنه و کيستی هو
 کسي و دلي و کيستی هو
 و اهنه و کيستی هو
 کسي و دلي و کيستی هو
 و اهنه و کيستی هو
 کسي و دلي و کيستی هو

غلظه و اهنه

غلمہ ہی جذبہ دل فاشکرہ پھر خرم کسکھای
 بہ نیت نہ آدمی کی غار ویرانی کو کیا کم ہی
 پہنچتی از مائے استنا کو کسکھتی ہیں
 کہاں تھی کہ کون ہو شیر کی مٹی میں رسوائی

نہ پہنچو نہ ترم انہی کو کشاکش میں لکھیں ہو
 موتی تھم دوست جھکی دس لکھ آسمان کھلو ہو
 عدوی ہوئی جب تو میرا امتحان کھل ہو
 جھاکستی ہو کچھ کہنی ہو ہر کہو کہان ہو

لکھا لکھتا ہی کاظم مٹھن کی فتح غالب
 تری بیکر کہنی ہی وہ تجھ پر مہربان کئی ہو

رہتی اب یہی گلہ پر جان کوئی ہو
 بی در و دیوار سا کہ گھر بنا پا جا ہی
 ہم سخن کوئی ہو اور ہجران کوئی ہو
 کوئی سپاہ ہو اور سپاہان کوئی ہو

بیرلی گھر ہمارے کوئی ہو سار دار
 اور اگر مر جائے تو آخر خزان کوئی ہو

باب الہام ہلوز

از ہر تار بہ قدر دل و دل ہی آئینہ
 طوطی کو شہت سی نقاب ہی آئینہ

ہی کس نہ زار و دیوار غم کو
 ناچار کس نہ ہی حسرت اور ہمت کو
 جس کی سپاہ ہو ہر کوئی خزان ہو
 و خوار ہی رہو وسم ہر شان ہو

باب الہیاتی

صد جلوه روی جو نرگان اوٹھاتی
طاقت کہاں کہ دیکھا احساں اوٹھاتی
ہی شک پرچہ خیزن حسن
یعنی پورے وقت طفلان اوٹھاتی
دریاد باریست مروسی ہی جسم
راہی خانان خراب نہ احساں اوٹھاتی
بیسری خیم زک کو رسوا نہ کیجی
یا پرفتن جسم نہان اوٹھاتی

سجد کی زیر سایہ خرابات چاہتی
ہون پاس آنکہ نلکہ حاجات چاہتی
عاشق پرین آپ ہی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کجہ تو بکانات چاہتی
سیلی ہیں مہر خون کی تہی ہم مٹوری
تقریب کبر ملاقات چاہتی
وسی دادانی فلک لہرست پرستکی
ہاں کجہ ملاقی مانا چاہتی
می ہی غرض نشاط ہی کس رو سیاہ کو
اگر نہ بخوئی بھی و سرات چاہتی
ہی ناک لالہ و حل و سیرن خدا خدا
ہرگز گنہاں بہار کا اثبات چاہتی
سر بای تم نہ چاہتی ہنگام بخوئی
رو سربانی تہ وقت مناجات چاہتی

لی غزل دنی

یعنی بجز کبر و پیش پیمانه صفات : خار و شیرینست می ذرات چایتهی

نیش و نهایی اصل سی عالم فریاد کو

خاموشی ای سی نکلی ای جو بات چایتهی

بیا و خبر من تها ایک دل بی نظیره خوشی ہی
بی ازس سرخی آرزو و هم جنبی کلفتی
خیال مرگت کین دل آرزو کو بخشی
نکمر تهاش ناز محبو کیا معلوم تها س دم
نه ازسا برش تیغ خنجر ناز سر زما و
می ستر کت خویش ساتی کسر و دل کی کجایی

سور تهای باز از عیدن سرگون و ہی
لکلف مر طرف تها ایک انداز جوی ہی
مری دایم تها این سی ایک صید ریل و ہی
که مرگا باحت افزایش در و در و ہی
مری دریای بیابانی بین سی کسب و هی
تی بسا ایک و جبار جام و زرگون و ہی

مری مین سی عجب شوق و حال کون و جوان

خدا و دوس کسری جواد من بهی هی هی

هی بزم تها من کس آرزو بلوئی
هی دور و در و جهر بریشانی مصیبا
رندان و بر میده کس تلخ این اید

تسک آتی این سم ایسی نرنگ و بلوئی
یکبار لگا و دهم می سیرن بون سی
زینهار بهر نامرغ این بی دلی سی

بیدار و نا و بیدار کی جاتی رہی آخر
ہر چند مری جاں کو تھار لٹ ہو نہی

نماں کو شکایت کی ہے باقی نہری جا
سنت لیتی ہیں گوند کمر بار اہنس کرنی
غالب تر احوال سناؤ نیکی ہم آؤ کو
وہ شکلی بدلین ہم اجار اہنس کرنی

”کہر میں تھا کیا تر غم اسی غارت کرتا
وہ جو کہنی تھی ہم اک حسرت غیر مری
غم و ناپسی گہر بانی ہی نہ صحت سناؤ نیکی
گھٹیا گھٹیا طرح مری مکتور کا یارب
پہنا بر زبان میں شعلہ آتش کا آسان ہے
اویں منظر ابی ز جہون کا دیکھ آتا تھا
سہاری سادگی تھی انتہات نازہ برنا
گندوب جوت کما تھکل کہ نہ ہو سکتی
کھون کہا خولی اوصاح انبائی مان بجا
نہاک کا دیکھنا تقریب تیری یا در نیکی
قسم کسائی ہی اوس کا فرتی کاغذ کی جڑ نیکی
ولی مشکل ہی حکمت ملین سوز غم جہا نیکی
اویں تھی سیر مل کو دیکھنا شوخی بہا نیکی
تیرا آواز نہ تھا عالم مگر تمہید جانب کی
مری سنا کہ فامین تھی جہون کی نازہ نیکی
بیدی کی اویں جہری ہنس کی تھی بار نیکی

غالبی

حاصل سی تپه و پشته های آرزو خرامی دل خوش گریه بین می موی های همونی

او کس که طبع حس می گوئی عبادی
مین می علی پو تو کن چون دایع نایامی

کنا گنگ ستم زو گمان کا جهان می	جهنم که اکثرت مور آسمان می
هی کائنات کو حرکت تیری دوستی	بر روی آفتاب کی ذره بین جان می
حال آنکه سی پهلوی خاری لاله رنگ	خاندل کو سیری شیشه پی کا گمان می
کی او سنی گهرم سینه ایل عو سین جا	آوی نه کیوں سبت که شند اکلان می
کیا خوب منی چمیر کو بوسه نهین و یا	بس چپ و ساری می مونسین زبان می
بیبای جو که سایه دیوار بار مین	فرمانروای کشور بندوستان می
هستی کا اعتبار بھی غم لی ثا و یا	کس کی کبریا که دایع جلبر فاشان می

می ماری اتمان و نادرسی اسفند
غالب سیم ابرین خوش بین که نامه بالیا

دروسی سیری تی بچلو پیر اری مایهای	کامونی عالم تیری غفلت سیمای مایهای
تیری دل بین گنهها آشوب غم کا حوصله	آزادی بر کیون کی تیری سیر شگسادی مایهای

کیون مری غمخوار گئی تھی کہو آیا تھا خیال
 چہرہ کا تو فی ہمایون و نا باندہ تو سب
 زہر لگتی ہی بھی آب و ہوا ی زندگی
 گلفشان مای ناز جلوہ کو کیا عجب
 شرم سرا ی سی جابجا لقا خالین
 خالین ناموس جان محبت مل گئی
 کس طرح کالی کوتی شبای تار بر نکال
 گزشتہ جو پیغمبر چشم محروم وصال
 ماتہ ہی تیغ آرم کا کام سی جاتا رہا

رشتہ اپنی ہی میری دوستداری مایہا ی
 ہو کو ہی تو نہیں سی بایداری مایہا ی
 یعنی جہنم ہی ناسازگاری مایہا ی
 خاک پر سونے ہی تیری لاکہ کاری مایہا ی
 ختم سی الفت کی تجھ پر بردہ داری مایہا ی
 اور سہی دنیا سی سادہ و رسم یاری مایہا ی
 ہی نظر خود کردہ اختر شمار ی مایہا ی
 اکلیل سپر نہ امیدواری مایہا ی
 دل بیک لگتی تیا یا زخم کاری مایہا ی

غمخوار گئی تھی کہو آیا تھا خیال
 چہرہ کا تو فی ہمایون و نا باندہ تو سب

تکیں کو ی نوید کہ مر سکیا یس ہی
 اترتے جاتا ہی کہ میری باس ہی
 ہر مری بدن پر زباں سپاس ہی
 کی دہر دہر

گشتگی ہن عالم حشر سی باس ہی
 بیتا نہیں مری دل آدرہ کی خبر
 کیجی بیان سرور تب ختم کہاں ملک

ہی وہ عزیز حسن ہی بگناہِ رب
 بی جہدِ ملی شبِ بہاب میں شراب
 ہر چہ اوسکی پاس دل تھی شناس ہی
 اس بلغمی مزاج کو گہری سی راس ہی
 ہر اک مکان کو ہی مکن سی شرفِ اصد
 مہنون جو میر گما ہی تو جھل اوس ہی

گھر خاشی کی فائدہ اخفائی حال ہی
 کہ کو شمعِ حشر اٹھار کا گلا
 خوش چون کہ سیری تپا سمجھتی محال ہی
 دل نہرو جمع و شرح نہا نہا ہی
 کس پر دہنی ہی آیتہ تیر و ذرا ہی خدا
 رحمت کہ ہندو خواہ لب لی سوال ہی
 ہی ہی خدا بخا کستہ وہ اور کس ہی
 ای شوقِ مضطرب یہ بھی کہ خیال ہی
 شکیں لہا بس کہ علی کی قدم ہی جان
 اسی شوقِ مضطرب یہ بھی کہ خیال ہی
 ناف میں ہی نہ نہ نافِ خوال ہی
 وخت بہ سیری حوضہ آفاق تہا
 درنازین کو حرقِ الفحال ہی

سستی کی دستِ نیرب میں آ جا ہر اسد

عالم تمام علقہ و دمِ نیرب ہی
 تم اپنی شکوہ کی باتیں نہ کہو دلو کی پرچہ
 حذر کہہ دے دل کی آہیں ہی
 حذر کہہ دے دل کی آہیں ہی

دایم بود و در عالم بی منتهم سی که آنحضرت
 بگریه سحر خیز آفرینش بی سی

اما که حاضر و فاکلها سحر بی منت گما
 جی صلی فوق فضا کی تا تمامی نیز بی کون
 آگ سی پانچمین بوجی و آشتی بی صدا
 ای آبی سیدی بر ذره کاخ و غنچه خواه
 مجله سی مت کمر تو سینه کسانها اینی زندگی
 ظاهر اکانه خد تیری خط کا خلط برداری
 هم نهی صلی نفس بر حد آتش با بر بی
 بر لوی در ماند گیمین ناله سی با چار بی
 صلی جلوه سی زمین تا آسمان سر ساری
 زندگی سی بی مرا بی اندون شیراری

آنکه کی تصویر سر نامه بی بی سی که تا
 تجربه کجا جوی که در سکو حضرت و بی سی

پیش من گذرتی من بوجی و میری
 کند ما بی کهارون کو مدنی من و بی

مری هستی نهضای حیرت آباد نشای
 خزان کما فضل کنی من سکو و کیم
 جسی هستی من ناره سی عالم کا غنچه سی
 هستی هم من قفس سی اور عالم بال و کجا سی

دایم عالم ان

دُعا یی و ببران ہی اُلغائی ورنہ آئی سہم
انتر فریاد و دہائی ضربن کمانی و کمانا ہی

نہ لاتی سخی اندیشہ تاب پنج و سیدی

کف افسوس ملہا عہد تجدید و تمنا ہی

رحم کنر ظالم کہ کیا بود صبر بخت نہ ہی
نہض بیمار و دفا و و صبر بخت نہ ہی

دل لگی کی آرزو بی چیں کستی ہی سہن

ورنہ بایں ملحق سود و صبر بخت نہ ہی

جسم خزان خاشی مین ہی نیم ابر و ازہی
سیرہ لوسوی کہ دو و سحلمہ آوازہی

ہیکیر شقایق سار طالع تاشا نہ ہی
ناتہ گوا گبر و شکس یارہ کی آوازہی

وشت کا ویدہ خونبار مہنون و کمنہا

کھسیان جلہ گل نمرش با آندہ ازہی

خشتی مہکبر ہنس و شست ہی سہی
ہری و شست سیری شہرت ہی سہی

نوط کھی نہ تعلق سہم سہی
کچہ نہیں ہی تو عداوت ہی سہی

سینری ہرنی میں ہی کیا سوارانی
ای وہ مہا بس ہنس طرت ہی سہی

ہم ہی تھیں تو نہیں ہیں اپنی
 اپنی ہستی ہی ہو جو کچھ ہو
 حیرت زدہ ہی برق خسر ام
 سیم کوئی ترک و ناکرتی
 کچھ دوی ہی ملک نا انصاف
 ہم ہی سلیم کی خود الینگی
 غیر کو تحسین ہی
 دل ہی گہرین غفلت ہی
 دل کی خون کرنی کی نرس ہی
 تیر ہی شستی نصبت ہی
 آہ و فزاید کی رخصت ہی
 بی تاثیر تیری سعادت ہی

یارسی چھپر چلی ہی اسد
 گہرین رعل و صرت ہی

ہی آر سیدلی میں کو مشن بجا بھی
 دہرہ ہی ہی اس منشی اکتش لفس کو بھی
 مستانہ طی کسروں ہوں رواوی خیال
 کمر نای پیکہ باخ میں تو بھی بیاں
 کہلنا کسی بیوں مری دل کا مال
 صبح وطن ہی خلدہ و زبان نہا
 حلی صد ہو حلیہ برق تہا
 تانا بارت سی نہ ہی مدعا
 آئی گئی ہی تلکھت گل سی
 شہر وں کی آنکھانے رسوا کیا

در لابی

زندگی سب سے بڑا سبق
ہم ہی لے کر گیا اور ہمیں لے کر خدا کہتی تھی

کمرنگ

اویں نیرم میں بھی نہیں جی چا کئی
دل ہی تو ہی سب سے دور باشی دور گیا
رکنا پھرون ہوں خرقہ و سجادہ میں ہی
بیسرہ ہی گنبد ہی ہو کر جو چہ چہ
مقدور ہو تو خاک سی ہو چون کہ اسی ہم
کس روز تہمتیں نہ تراشائیں حدو
صحت میں غمیر کی نہ پیری ہو میں نہ خو
نہ کی ہی اور بات مگر جو میری نہیں
غالب تمہیں کہہ کر مل گیا جواب کیا
مانا کہ تم کہا کرتی اور دیکھنا کئی

زنا خرقہ و سجادہ میں ہی
اس سال کی حساب دہری آنا ہی

میناسی می ہی سروشاہ بہار می
زخمی ہوا ہی کپتنہ پائی ثبات کا
جاوا و ماوہ زشی رہند ان ہی ششست

بال تدر و جلوة موج شراب ہی
نی سانی کی گون نہ اقامت کی تابی
غافل جان کمری ہی کہ گیتی خراب ہی

نظارہ کیا صرف ہو اس برق خشنکی
میں نامراد مل کی تلی کو کیا کمر دن

جو ش بہار جلوه کو حکمی نقاب ہی
مانا کہ تیری رختی ملکہ کامیاب ہی

گذرا اس دست پیغام باری

قاصد بہ محکوز ملک ال رجواب ہی

کہنہ نسبت کے آپ اپنی بہر ملک آج ہی

ما تدر ہو دلی یہی گری گہرا دل پہن ہی

خیر کو بارت وہ کو کمر منہ لستاخی کمری

شرق کو بدلت کہ ہر وہ نہ مالہ کہنہ جاسے

دو چشم ہم تیری بزم طرب سی واہ واہ

گہر چہ ہی خزر غافل پردہ وارہ راز عشق

میں اسی دیکھن پہلاکب محبتی پہا جابی

آہلینہ شندی صبا سی بھلا جابی ہی

گہر جابی اسکو اتنی ہی تو شرم جابی ہی

دل کو وہ حالت کہ دم نہی ہی گہر جابی

نہر سو جاتی واہ ان نہ مالہ میرا جابی ہی

پر ہم ایسی کہوتی جاتی ہیں کہ وہ پا جابی

ارسکی ہر دم آرائی کسکے دل بنجور بیان
 مثل نقش مدحی خیر بیہاسی ہی
 ہر کی عاشق وہ ہر سرخ اور نازک بن گیا
 رنگ سہتا جابی ہی بختا کہ اور تا جابی ہی
 نقش کرسکی مقرر ہر بی کیا کیا ناز بین
 کہنچنا ہی کب قدر اور تا ہی کہنچنا جابی ہی
 سایہ میرا مجھ ہی مثل دو دو ساکی ہی
 پاس مجھ آتش جہاں کی کس سی سیرا جابی ہی

گرم فرما دیکھا شکل عالی نی بھی
 تب مان حیرت ہی بردہالی نی بھی
 نسیم نقد و خالم کی حقیقت معلوم
 لی لیا مجھ ہی مری بہت عالی نی بھی
 کثرت آرائی ہی و حد ہی ہر ستارہ ہی ہم
 کہو یا کافران اصنام خیالی نی بھی
 ہر گل کا قندور میں ہی کھٹکا نرما
 عجب آرم و بالی پر و بالی نی بھی

کارگاہ ہستی میں لالہ درخ ساماں ہی
 برق ضربت رست نون گرم دہقان ہی
 خنجر ناگشتہا برگ عافیت معلوم
 باوجود و جہی خواب گل پریشانی ہی
 ہر رنج بیانی کس طرح اوٹھا یا جابی

وانح پخت دست و حیرت شد حسن چندان ہی

اوگت ہی دور و دیواری سی سبز و چاب
ہم بیابان میں ہیں اور گہر میں بہار آتی ہی
بس میں چلتا کہ ہر خوف قاتل میں ہی
یعنی یہ جاننا کہ گویا یہ ہی میری ٹہن ہی
ذکر میرا مجھ ہی بہتری کہ اس مظلوم میں ہی
یہ جو اک لذت ہماری سی بھی ملے گی ہی
اور نہ ہی سکتا ہمارا جو قدم سنر لہن ہی
نقشہ سنر قیامت کسکی آت بکھین ہی

سادگی ہر اور سکی مر جانکی حیرت لہن ہی
دیکھنا فقر مر کی لذت کہ جو کوئی کہا
گھر ہی کس کس برائی سی ملے با انہم
بس جو ہم نامیدی خاک میں مہجائی
سرخ رہے کیونکہ کبھی مامانگی کوشش ہی
جلوہ زار آتش و ترخ ہمارا دل سہی

ی دل شہر رشتہ خال ہے ہم جو قیام

رحم کمر لہنی تمنا ہر کس مشکلیں ہی

دوسری تیری نگاہ جگر تک اندر گئی
دوڑ کو اک اور ہیں رضا مند کمر گئی
شوق بویا سی سبز خوشا لذت فریخ
تھکیف پر وہ دار ہی جگر گئی
وہ باؤ شہانہ کی سرستیان کہاں
اوتی بس اب کہ لذت خواب حیرتی
اور باہری ہی فدا ہی

اور تہی ہری ہی خاک مری کوی بارہین ماری ابی ہوا ہوسن بال و بر گئی
 ویکھو تو ولفریسی انداز لفتش موج خرام ماری کسائل کشتہ گئی
 ہر لو الہوس لی حسن پرستی شہار کی اب پروی کشیدہ اہل زلف سر گئی
 نگارہ فی ابی کا م کیا رمان نقاب کا مستی سی ہر گنہ ترعی چہر بیکہر گئی
 فروادوی کا فقر تہ کیا رمت گئی غل تم ہی کہ ہم یہ تہمت گذر گئی
 مادر ازمانہ فی اسد اللہ خان تہین
 وہ وولی کہان وہ جوانی کہ ہر گئی

تسکین کو ہم نزدیک جو ذوق انظر علی حوران خلد میں تری صورت مگر ملی
 ابی گلی میں محبوتہ کمر دن لہد بے تسل میری پتی سی خطی کو کون تیرا لہر ملی
 ساقی تری کی شرم کمر و در نہ آج ہسم ہر شب پیاسی کرتی ہیں ہی چہ قدر ملی
 تہہ سی گجہ کلام نہیں لیکن ای نہ ہم میرا سلام کہو اسرنامہ بر ملی
 تہکو ہی ہم رکھیا تین کہ مجنون فی کیا تہا نصرت کن کشتی شہم بنیان سی لہر ملی
 لذت نہ نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کمرین حانا کہ اک بزرگ ہیں ہم سفر ملی
 اسی ساکنان کو بچہ و دار و بیکت

شکر کہیں جو غالب آئینہ سر ملی

کوئی دن گزر نہ لگا — اور ہی اپنی جی میں ہمیں نہا — اور ہی
آتشِ دوزخ میں بہہ گرجی کھان سوزِ غمہایِ تنہا — اور ہی
بار بار وکھیں میں اویکی بخشین ہر کھلب کی سرگرا — اور ہی
وکتا ہی وکتا ہی خطِ مکتا — اور ہی کچھ تو پیغامِ ربا — اور ہی
قانعِ رحما بہینِ اکثر مجرم وہ بلدی آسمان — اور ہی

جو جکس غالب بدلتیں سب تمام
اک برگِ ناگہا — اور ہی

کوئی آئینہ بہر سنہن آ — کوئی صورتِ نظر نہیں آ —
موت کا ایک دن میں ہی نیکوئیوں رات بہر نہیں آ —
آگِ آتی نہیں حالِ دل بہر نہیں آ — اب کسی بات بہر نہیں آ —
جاننا ہوں تو حالتِ وزہد ہر طبیعتِ ابد بہر نہیں آ —
ہی کہہ دیجیے باتِ جو جس دن وزہد کا بات کہ نہیں آ —
کیون نہ بھیجوں نہ باد نہ آئیں میری آواز کہ نہیں آ —

دلِ دل

دلخوش دل گزشتہ نہیں آتا بلوہی ہی جاریہ گزشتہ
 ہم وہاں ہیں جہاں سی ہسکو ہی کچھ ہماری خبر نہیں
 مرنے ہیں آرزو میں مر نیسکی رت آتی ہی پر نہیں
 کونسی کسی جاوٹی غالب
 شرم مگو گزشتہ نہیں آتا
 دل ناواں بچتی ہوا کیا ہی آخر اس درد کی دوا کیا
 ہم میں مشتاق اور وہ سناں یا الہی بہ ماجرا لب
 مہینے میں ہیں ہی زبان رکت ہوں کاش بچو کہ بچا کیا
 جبکہ تجھ میں کوئی نہیں موجود بہرہ نگاہ ای خدا کیا
 بہرہ چھوڑ گئی ہیں غمزدہ و غمزدہ واد کیا
 شکن زلف خبریں ہوں ہی گم ہوشم سر سا کیا
 سیرہ گل کمانشی آتی ہیں ابر کیا چہرہ ہی ہوا کیا

ہمکو آونتی ونا کی ہی آئند
 جو نہیں جانتی ونا کیا ہی
 مان بھلا کہ تیرا بھلا ہو گا
 اور ورس کی صدا کیا ہی
 جان تم پر نثار کہ تاروں
 میں نہیں جانتا دعا کیا ہی
 مینی مانا کہ طبع نہیں عجب
 مفت مانتے ہی تو بڑا کیا ہی

کہتی تو ہم کہ بت غلابہ روا سے
 یکسر تیرے گہیرا کی کہو لڑی کہ و آئی
 ہر شے کشن ترخ میں مان جذب محبت
 چو کہ نسلوں پر زری بوجہی کو آئی
 ہی صاف تہ و شعلہ و سیلاب کا عالم
 آنا ہی سمجھ میں مری آنا نہیں گو آئی
 ظاہر ہی کہ گہیرا کی نہ بھاگنی کی نکیر میں
 مان چھ گہر بادہ و دھند کی بو آئی
 جلد ہی درنی ہیں نہ و اعطی جہلرتی
 سمجھتی تھی ہیں اوسکی جس میں ج آئی
 مان اہل علم کے کشتی طعنہ نا یافت
 دیکھا کہ ملتا ہے اتنی ہی کو کہو آئی
 رنبا نہیں و شہو کہ آرام کی بیہین
 اوس دور نہیں بار کو کہہ ہی کو آئی
 کی ہنسوں نی اثر گہر بہ میں تقیر
 اسی ہی آپ اوس کی مگر مجھ کو دوا
 اوس کی تھن ناز کی کیا ہی غالب

همه بی گئی و دل آلودگی تقدیر کرد و آئی

بهر کز آن دل که بگیری هی سینه بپای خم باری هی
بهر حکم کردنی نگاه ناسخ آمد فصل ز لاله کاری هی
تبله مقصد نگاه بسیار بهر روی پرده شماری هی
چشم و دلق منس سواشی دل خردار و قی غوری هی
و دهی اندر دست ناله فرسائی و ده گزیده است باری هی
دل برای خرام نازی بهر محشرستان بگیری هی
جلوه پرچون ناز که تار تار روز باز در جانب باری هی

بهر اوی بونا بهر تلی بین

بهر روی زنده لی بهاری هی

قطعه

بهر کز آن دل که بگیری هی گرم باز از فوج باری هی
بهر کز آن دل که بگیری هی زلف کی بهر شسته داری هی

پیر و یا بآره حکمرانی سوال اکینست دآه و زاری ہی
پیر موی سن گوار خوش طلب دشکبازی کا حکم جاری ہی
دل مژگان کا جو مقدمہ تھا آج پیر کی رو بکاسی
بجو دی بلکب نہیں غائب

کچھ تو جی جکی بردہ داری ہی
جنون نہت کش تکدین نہر گشتا دہاکی نکپاش خراش دل ہی نہت زندگانی کی
کشتان ہی سستی کی گری کسائی آزادی ہوی زنجیر موج آب کفر صفت و ثانی کی
پس مرون ہی ملو از بار گاہ ظہانی ہی
شمار رنگی نہت پیسری ملک شانی کی

گموش ہی سزا فدا دی بیداد و سیری کی مباد اخذہ و زمان نما ہو صحیح مشری کی
گرسلی خاک دشت جنوں شگی بخشی اگر بودی بجای مانہ و حقان نوک نشتری کی
پیر پروازہ شاہد بان کشتی می تھا ہوی مجلس کی گری سہی روانی دور خری کی
کبرون بیداد و ذوق بر نشانی عرص کشتی کہ طاقت دور گئی اور غیسی پہلی سیری کی

لمن ملک و دن

کھان بہک رول اس کی خیر پہنچا ہے
مری قسمت میں یارب کیا ہے دوزخ پر

بی اعتدالوں کی سبب میں ہم ہوتے
جہان آباد و ام سخت قریب شیان کی
ستی ہماری اپنی نیت پر دلیل ہی
ارزانی نہایتی کو گزشتہ ہم ہوتے
نستی کشان خوشی کی ابھی ہی کا خبر
یہاں تک سنی کہ آب ہم ابھی قسم ہوتے
وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا عالم ہوتے
نیری بوی ابھی بسم بہت سنی ہم ہوتے
ہر چند آہن ناہہ ہماری شلم ہوتے
انہی تیری تندی خوب کی ہم سنی
جو بانوں اوٹھتی تھی اونکی شکم ہوتے
نماہ خدم میں چند ہماری سپرد تھی
جو دل نہ کہ سکی سو وہ بان اکی دم ہوتے

بھڑی اسد زہنی گدائی میں دل لگی
ساتل غزائی تو عاشقی اہل کرم ہوتی

بوز نقد و انج دل کی کسری شعله پاسبانی توفیق نگر نهان ہی کبھیں بسیر بانی
جھپٹیں ہی کیا تو قمع ہر زمانہ جو ا ن کبھی کودکی میں حبیبی نشی مری کہا لی

بومیں دگر کس کو دنیا ہنس جنت میں نہ کہتا

کہ مری مدد کو بار مری میری ننگ مانی

غلت کدہ میں میری شب بزم کا جو شس ہی اک شمع ہی اصل سحر سو خوشش ہی

فی ثرۃ وصال نہ نفاذ حساب ل مدت ہوئی کہ شتی چشم دگر شس ہی

می نی کیا ہی حسن خود آرا کر بی حجاب ای شوق بہان اجازت تسلیم پیش ہی

گر ہر کو خدا گردن خوان میں دیکھت کیا اوج پرستارہ گوہر فروش ہی

دیر باد و جو صدمہ ساقی لنگہ مست بزم خیال مسکدہ بنجروش ہی

ای تازہ وارواں سا فرمای دل ق رہنما اگر تمہیں پس نامی و نوش ہی

دیکھو بھی جو دینہ صبر ست لنگہ میری سوز و گوش نصیحت بنوش ہی

ساقی جگرہ دشمن ایمان را آگے مطرب بنو بہرن ملکس و پوش ہی

پانچ کو دیکھتی تھی کہ ہر رشتہ بیا دامان باغبان کھنکھ فروش ہی

لعل فرماں

لطف خرام ساقی و زوق مدای خراب
 یا صدم جو بیلگی اگر تو بزم مین
 بهر خست لگا، و فردوس کوشن مین
 نی و سرور و سوز نه جوش و خروش مین
 مراغ فراق صحبت بلی مین
 اگر شمع ره تنی مین سوو بهی جوش مین
 آتی مین غیب سی بدین حال مین
 غالب صریحاً نوای سرور مین

آ که مری جان کو قرار مین
 دینی مین خست حیات و برلی مین
 طاقت بیداد و شکار مین
 نشه باندازه تخار مین
 گریه لکالی مین تری بزم سی بهس کو
 نای که دلی به احتیاج مین
 سمی غمت مین گمان و غش خاطر
 خاک مین عشاق کی خیار مین
 دلی و شالط طردای مین
 غیر عمل آیت بهار مین
 قتل کامیری کبابی مین
 وای اگر چه استوار مین

تونی قسیمی کی لکالی مین غالب
 تیغی قسیمی کی لکالی مین

هجوم غم سی بہا نکست گنجی محکو حاصل ہے کہ تار دامن و تار نظر میں فرو شکل ہے
 رنوی رخسار غم سی لذت زخم سوزنکی سمجھوت کہ باس دوسری دیوار غافل ہے
 وہ گل گل بس نہ نہیں صوبہ فرما ہی کمری کا
 جھلنا غم چہ گل کا مدای خندہ دلی ہے

بادی امن ہو رہا ہوں کہ میں صحرانورد خار باہن جو ہر آئینہ زانو بھی
 دیکھتا حالت مری مری دل کی ہم آغوشی ہو ہی لگا ہوا کشتنا تیرا سر ہر مو بھی
 ہوں سراپا ساز انکسکات کچھ نہ چھو
 ہی سہی بہتر کہ گوں میں بھٹری تو بھی

جہنم تو ناری گفتار میں آوی جاں کا لبہ صورت دیوار میں آوی
 سا کی طرح سانہ پیرنی سرور و صنوبر تو اس قدر دکش سی جو طراز میں آوی
 تباہ گرا نگاہی انکسک جا ہی جہت مگر دیدہ خونبار میں آوی
 ہی کچھ نہ کھات کی اجازت کہ شہر کچھ نہ کھو غرا ہی مری آزار میں آوی
 آویں شہر مگر کا اگر باہی است را طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آوی

لاناؤنی بی زبان

کانٹوں کی زبیاں ٹھکر گئی ہیں سی بار بار
 مرجاؤں نہ کیوں نہ کر کسی جوتن نہ کر
 غار گھر ناموس ہوں گھر میں زرد
 تھاکے گھر میں لگا کر اسی مل نہ ملدن
 آنکھ ہی سیدہ راز از نہان سی
 ای وی اگر ممرض اظہار میں آوی

گنجینہ معنی کاغذ اور سکو سمجھتی
 جو لفظ نہ خال مری اشار میں آوی

جس گھر چہ پہنچاں کمال اچھا ہے
 دوسری تہن اور دلہی مرحلہ نگاہ
 اور بازار سی لی آئی اگر ٹوٹ گیا
 علی طلب دین تو مرا اوہیں سرا ملنا ہی
 او علی و کبھی سی جو اچاتی سی مہر رونق
 دیکھتی باقی ہیں شوق بولسی نہ ملن
 ہم سخن تیرے نہ نہاد کو شیریں سی کیا
 اس میں میرا مہر خورشید خال اچھا ہی
 جی میں کہتی ہیں کہ مفت نہی تم مال اچھا ہی
 ساخو ہم سی برا جام سفال اچھا ہی
 وہ کہ جس کو نہ خوئی سراں اچھا ہی
 دیکھتی ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہی
 اک بر میں نہ کہاں کہ یہ سال اچھا ہی
 جعفر کا کہ کسی میں ہو کمال اچھا ہی

تھرہ دریا میں جو بھابی تو دریا بھابی
کام اچھا ہی وہ جس کا کہ مال اچھا ہی
خضر سلطان کہی خالق اکبر سر سبز
شاہ کی باطن میں یہ تازہ نہال اچھا ہی
سکھو صدمہ کی صفت کی حقیقت لیکن
دلانی خوش رہی کو غالب سے خیال اچھا ہی

نہوئی گمری مری سی تلی رہی
امتحان اور یہی باقی ہو لے یہی رہی
خار خار الم حرت ویدارو ہی
شوق عالمین ملک تان تلی رہی
یہ پرستان خمی مونہ سی گھاتی ہی
ایک دن گمری نواہرم میں باقی رہی
نفس نہیں کہی چشم و چراغ صحرای
گمری شمع سید خانہ تلی رہی
ایک جگہ یہ موقف ہی گمری رونی
نہوئی تمانہ صلا کی پروا
گمری میں مری شمع میں مری رہی

عشرت صحبت خوابان سی غنیت بھو

نہوئی عجب اگر طبعی رہی

عجیب و سی جلد کی چلن میں ہم آگ
کہ اپنی ساری سر با نوسی و دودم آگ
تجلیاتی نہا بھی چاہی ضرب باد و لہفت
فقط حراب لکھا پس خلیع کا قلم آگ

مذہب نہا بھی

غم زمانہ کی جہاڑی تشاؤ عشق کی سستی
 خدا کیو سبلی داد اس جنوں شکنی و بنا
 بہم عمر سحر پریشانیاں اوتاہیں مہر
 دل معکیر میں برافشان جو ایک توجہ خون ہی

قہقارہ بہ آنکلی مہر کی کمالی ہے
 ہمیشہ کمالی تہی مہر جان کی قسم آگلی

شکوہ فی نام سی بی مہر خفا ہوتا ہی
 بر سونہیں شکوہ دل کی بول اک سی بی جا
 گو سمجھتا ہوں ہر حسن ہلائی دیکھو
 عشق کا راہ میں ہی صبر کلوں کی چوہ
 کہوں نہ بھیریں نہ رتاؤں سدا کہ ہم
 خوب تھا پہلی سی بولی جو ہم اپنی رخواہ
 میری مٹ کہہ کہو کہتی تو کھلا ہوتا ہی
 اک ذرا بھیرتی پھر کہتی کیا ہوتا ہی
 شکوہ جو رہی سرگرم خفا ہوتا ہی
 سست رہ جیسی کوئی ایسہ ہوتا ہی
 آپ ادھالائی ہیں لہر تیر خطا ہوتا ہی
 کہ بھلا جانتی ہیں اور برا ہوتا ہی

ماله جانانها بجزی حشرش میرا اور اب

خامیه میرا کہ وہ ہی باریدہ بزم سخن

ای شہنشاہ کو اکسیر پیر ہر علم

سات اتلیم کا حاصل جو نہرا ہم بھی

ہر مہنی میں جو بد بدی ہو تا ہی ہلال

میں جو گستاخ ہوں آئین غرغز ان میں

رکھو غالب مجھ کو اپنی ذاتی میں

آج کو دروہری دلہن سوا ہوتا ہی

ہر اک بات کہہتی ہوں کہ تو کیا ہی

نہ سئلہ میں یہ کہ نہ نہ برق میں پیدا

یہ نہ کہی کہ وہ ہوتا ہی ہم سخن ہم سی

چمک رہی ہیں پر ہوس ہی ہر این

جلد ہی جسم تہاں دل ہی جلیسا ہو گا

لکھ آتا ہی جو اسبابی رنسا ہوتا ہی

شاہ کی مدح میں یوں لغتہ سرا ہوتا ہی

تیری اکرام کا حق کس کی او ہوتا ہی

تو وہ شکر کا تری نعل بہا ہوتا ہی

آستان بزمی ہر مہر ہوتا ہی

یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق نرا ہوتا ہی

تہاں کہو کہ یہ انداز گفت گویا ہی

کوئی تباہ کہ وہ شرح تند خوکی ہی

وگر نہ خوف سے آنوزی صحرایا ہی

ہماری جیک اس حاجت رہو کیا ہی

کر دیتی ہو جواب کہ نہ جھوکیا ہی

دلہن دور ہوتا ہی

رگِ نعل و شمشیر کی ہم تہیں قابل
 وہ چیر چکی تھی تلو پہ سببتِ سخنِ رز
 جب آنکھ سی تھی نہ بکھاتا ہر کسبِ سیاہی
 سوای بادۂ کلفِ مست کسبِ سیاہی
 بیرونِ شرابِ گمِ خم بھی دیکھ لیں دُجبار
 یہی نہ طاقتِ گفتار اور اگر سو بھی
 تو کس امید پہ کہی کہ تار و کسبِ سیاہی

ہوا ہی نہ کا تھا بیری ہی ترانا
 و گزشتہ میں غالب کے ابرو کسبِ سیاہی

میں آؤں جس چہرہ دل اور کچھ نہ کہیں
 قہر ہو یا ملہ جو کھیر ہو
 جل نکلتی جوی تھی ہو —
 کاش کی تم مری تھی ہو —
 میری قسمت میں ختم گرا تاسا سنا
 دل ہی باریک دہی ہو —

آئی جا بادہ راہ پر خواب
 کوئی دن اور بھی جتنی ہو سنا

خیر نہیں مصلحتیں دوسرے عام کے
 خستہ گئی کا تم سی کیا کدوہ کیو
 ہم ہیں لبتِ ریشمِ جام کے
 تھک بندھی ہیں حیرتِ سنگی فام کے

خواہ کھینگی گھر چھوٹا کبہ نہ ہو
 ستر عاشق ہیں تمہاری نام کے
 رات بلی زفرم پیری اور صبح دم
 دہوتی دہی جاتہ اصرام کے
 دیکھو اکھوں کی ہنسنا کیا مگر
 یہ بھی جلتے ہیں تمہاری نام کے
 شام کی ہی غسل صحت کی خبر
 دیکھتی کہ دن پیرن حمام کے
 عشق کی غالب نکلتا کر دریا
 ورنہ ہم ہی آدمی تھی کھام کے

بہر اس انداز سی بہار آتے
 کہ موئی مہر و مہر رہتا ہے
 دیکھو اسی سکنان خطہ خاک
 ہر کہنتی ہیں عالم آرا ہے
 کہ زمین چوٹی ہی سر تا سر
 روشن سطح صبر رخ مینا ہے
 سبز کو ج کہن جلد ہے
 سبز و گل کی دیکھنی کی ہے
 یہی ہوا میں شراب کی تاثیر ہے
 جہنم کس آدمی ہی مینا ہے
 کیوں نہ دنیا کو ہر خوشی غالب
 مادہ خوشی ہی بادہ پہا ہے

شاہ ولی اللہ شاہ

نہ دیند ارل شفا با سہ

تقابل دوست ہوں میرا دماغ بحر عالی ہی
رہا آبا و عالم اہل است کی ہولی سی
اگر پہلو تھی کبھی زجا میری ہی خالی ہی
بہری ہیں جھنڈہ رجام و سب مٹا نہ خالی ہی

کون سننا ہی کہانی میری
فلش خمرہ خون سر نہو جسم
کہا بیاں لکری ہزار رنگی بار
ہوں زخو نہر سہ بیداری خیال
مقابل ہی مقابل میرا
قد بڑھ گیا سرور کتا ہون
گرو باد و رویت ہی ہوں
دین اسکا خود معلوم ہو

کہا با صوفی صاحبہ غالب
ننگ بہر تہاں حوالی میری

نقش نازیبٹ ملنا زما خوش قریب بای طافوس لی اتحاد مانی مانے
توہ بدو کہ تھیکر کو تماشایا جانے غم وہ شفقہ کمر اف نہ بیانی مانے

وہ تیش شوق تماشای کہ بہر صورت شمع
شعدہ تانبین جگر رانہ دو آئی مانی

گلشن کو تری صحبت ان کہ خوش آئی ہر خیمہ کامل ہونا خوش کشتی ہی
وہ ان گلزار استغما ہر دم بلندی یان نالہ کو اور اولاد و لای رقی ہی

از کہ سکھاتا مای غم صید کی اندری

جو دینے نظر آیا ایک شہم ساتی ہی

جن زخم کی ہو سکتی ہو تہمیر رفسے لکھو بجو بار ایسی قسمت میں عذوبی
اچھا ہی سر اگشت حنائی کا تصور وہیں نظر آئی تری اک لکھو ہو کے

کیون دے رہا ہوتی تھی جیو شلکی سی

یان کوئی سننا نہیں فرما دے کوئی

دشمن کی کہی تہ نہ لگا یا ہو جگر کو خجری کہو بات ہو چھی ہو ملو گے

تکدہ

سحر خف و ناکام که ابر عمری عباد
حسرت یاقوتی که ایت خسر بد و جوکی

سپاس زینت گهری آینه روی بی مسم
حیران نمی بوی بن دل بقبر ارکی

آغوش گل کثوف برای وواح بی
ای خند لب حل که چلی زن بهانی

بی و صحرای عالم تکین غنبد عین
مستوق شمع و عانی و بوانه چای بی

اوس بسی می بل بی جای بار کوی نال
شوق فضل و محبت زنده از چای باشتی

جرات

چای بی اجهول کو خشنا چای بی

صحبت زنا کی و کبی تخر

جای بی کو شیر کی کسبها تها و ل

چاک است سحر بی ایام خل

دوستی کا پرو بی بیگی

چای بی

چای بی

دشمنی نی مبری کو یا غبر کو
رہی سرائی میں کیا چلتی ہی سی
منحصر مرنے پہ جو جسکی اُمید
خاموشی میں غمخیز کی واسطی

کس قدر دشمنی کی دیکھا جاہشی
یاد ہی ہنگامہ آرا جاہشی
نا آمیدی اور کما و کیم جاہشی
جانتی والہ ہی آج جاہشی

جانتی میں خوب رو بہ دل کو اسد

آپ کی صورت تو دیکھا جاہشی

ہر قدم دوری منزل ہی نمایاں مجھ سی
درس غزلان تماشائوں کی خوشتر
خوش آتش دل کی شب نہایتی میں
خوش شوق نہ سادگی آموز ستانی
اثر آندہ ہی حادۂ صحرای حبزون
بجود میں بہر تندی نہراخت ہو جو
شوق و دیدار میں کہ تو بھی نہروں ماری
بیکشہا ہی شب جبر کی خوشت ہی ہی

میری رفتار سی بیابانی ہی بیابان مجھ سی
ہی اندیشہ نشین سیرازہ مرگاں مجھ سی
صورت و دورا بسایہ گہر ز ان مجھ سی
کس قدر خاتمہ آئینہ ہی ویران مجھ سی
صورت رشتہ گوہری حیران مجھ سی
برہی سائی کی طرح میرا ہنساں مجھ سی
ہو گئے فہم گل شمع برتیاں مجھ سی
سایہ خوش نہایت میں ہی نہایتی

گرونی

گمروں سانہر صدیوہ لکھن تمہاری آئینہ داری ہر وسیعہ حیران مجھ سے
 بلکہ گم سے ایک شکی ہے اس
 جی حیران حیران حیران حیران

نکدہ چنی غم دل کو سنا نہ بنی کیا بنی بات جہان بات بنائی نہ بنی
 مین بے تاب ہوں تو پھر ای جذبہ دل اوسہ پنجابی کو کہی کہیں آئی نہ بنی
 کبیل سجایا ہیں چوڑی بھول سجایا کاش یوں ہی ہو کہ بن سیری ستائی نہ بنی
 عزیز بڑی تھی یوں تری خط کو کہ اگر کوئی پوچھی کہ یہ کیا ہے تو چھپاتی نہ بنی
 اس نزاکت کا ترابو وہ پہلی ہیں تو کیا داندہ آئین تو اوہیں داندہ لگاتی نہ بنی
 کہ کسکی کون کہ پہلی تری کسکی ہی جبروہ چوڑی ہی وہ کسکی کہ اوساتی نہ بنی
 موت کی راہ نہ کہہ ہوں کہ بن آئی تری ہو جبروہ سہی گہرا ہی کہ اوساتی نہ آئی
 بوجہ وہ سہی گہرا ہی کہ اوساتی نہ آئی

حشری پرنزور ہنس ہی سہ وہ آتش باب
 کہ لگاتی نہ لگی اور کھاتی نہ بنی

جاگ کی خواہش اگر وحشت بربانی تری صبح کی مانند زخم دل گمروں کی کھڑی

جلو کا تیری وہ عالم سی گھر کی خیال
دیر و دل کو زیارت گاہ میرانی کسری

ہی شکستن سی ہی دل تو میدان کسرت ملک
آگینہ کی برہمن گھران جانی کسری

سکینہ گھر خیمہ مست زاری با دلی شکست
مری شیشہ دینہ ساغر کی نرگانی کسری

خود عارضی ہلکائی زلف کو الفت فی عہد
لیفتم منظر ہی جو کجہ پرانی کسری

و زکی خواب میں سکینہ صیراب تودی
ولی بھی پیش دل مجال خود تودی

کسری سی تل لگاوت میں تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ گھر کو آب تودی

و کما کی منہن لب ہی تمام کسرت
نودی جو دیر نہ مہر سی کہیں جواب تودی

پڑا دل رک سی ساتھی جو بیم سی نفرت ہی
پیالہ گھر نہن دینا نودی شراب تودی

اسد خوشی سی مری تہہ پاؤں پہل گئی
کھا جو ادنی ذرا میری پاؤں دایا تودی

پتھر سی سری وقف گشتن تار ستری
مراسر سنج باہن ہی مرانن تار ستری

سرکس سر لہجہ ادا دہ نورالعبین دایا
دل بدست دبا نسا وہ ہر خود دایا ستری

خوشا از تال رنجوری عبادت کو تم اتی ہو
نہر و نوح شمع باہن غلام ستری

بلا نایا

بطونالگاه جونش از صنوبر است هم تنهائی
 ایهی تی هی ای بانس هی ای کی زلفش کی

شماح از تاب چه محشر تار لستر هی
 سماق وید کو خواب ریخا خار لستر هی

کهرن کیا دلی کیا عاریت پیو یارین
 که بیالی سی برکت تار لستر خار لستر هی

خضر هی رشته الفت رگ گردن نهجاری
 غرور دوستی است هی تو دشمن نهجاری

سمه فصل این کونانی نشو و نما عجب
 اگر فل سرو کی قامت به میراث نهجاری

فریاد کی کوتی کی نهج	هی	ناله بامبیدی نهج	هی
کیون بوتی این باغبان	توبی	گهر باغ که ای نمی نهج	هی
هر خدی بر ایشی این	توی	بر تکه سی کوتی شمی نهج	هی
ان که ایوت فرب	هشی	هر خدی که ای سی نهج	هی
شادی سی گذر که غم نه	بودی	آردی چونو گوی نهج	هی
کیون روفیج کسری هی	زاد	می سی بهر کس کی نهج	هی

ستی بی بجه عدمی است

آخر تو گمائی ای اینی ای

بجو چشمه مرهم جبراحت دل کما که اوس من ریزت الماس خبر و غم ای

بهت و نهین تداخل فی سیری سیدالی

وہ ایک مکمل کہ بظاہر گمانی کم ای

هم اشک کو انبی بی گوارا اینی کرتی مرتی این ولی اونکی تشنا اینی کرتی

در برچہ او اینی غیر سی ہی ربط نہانے ظاہر کا یہ برد ای کہ برد اینی کرتی

بہشت نومیدی اریا بوس ای

غائب کو تراکتی ہو اچھا اینی کرتی

کترق ہی بود تری اسب کرباب فروغ خدیوہ سراسر گناہ مانجین ای

کبھی تم اس دل شوربدہ کی بھی داد دی کہ ایک عمری حسرت پرست بالین ای

بجای گمشدنی نامہای بلبل بند کہ روش گل خم شبنم سی پیر آیین ای

اسد ہی تیرج ہن جل ہونا برای خدا

غلام ترک حجاب و دوزخ بکین ای

لکھنؤ

کیوں نہ خوش نشان مچو نامل کیوں نہ
 مرنی مرنی و کھنٹی کی اور زورہ جاگی

یعنی اس بہار کو بھارہ سی پر بہری ہی
 رانی کامی کہ اس کا فر کا خیر تیر ہی

عارض مل و مہر دی بار یاد آنا اسد

جو خوش فصل بہاری شبنام انگیزی

ز یاد دل اگر اس کو شہری کیا کہتی سی

ہو ا قریب تو ہو نامہ ہری کیا کہتی سی

یہ خمد کہ آج نہ آوی اور آتی بن نہری

قضا سی شکوہ سنان سہری کیا کہتی سی

رہی ہی یون کہ وہ بیکہ کہ کوی دست کو اب

اگر نہ کہتی کہ دشمن کا گہری کیا کہتی سی

زنی کہ شرم کہ لین دی کہ گہری کیا کہتی سی

کہ کن کہی ہی اوہن سب جہری کیا کہتی سی

سب کہ کی کہتی ہیں باز درین و بر حال

کہ یہ کہی کہ سر ریز ہی کہ کیا کہتی سی

تنہا نہیں ہی سر رشتہ وفا کا خیال

ہماری باتہ میں کہہ ہی ملری کیا کہتی سی

آ رہیں سوال پر زخم جنوں ہی کہن لہری

ہمیں جواب سچی نظر ہی کیا کہتی سی

حشر ای کمال سخن ہی کیا کہتی سی

ستم بہای متاع بہری کیا کہتی سی

کہہ ہی کہتی کہ غالب جبرائیل کہتی

سرای اسکی کز آشفته سری کبابی

دیکلر و پرده گرم دامن پستی بھی
گنبدیای بیخ لقا و بار کا سنگ پستی
کیون ہولی اتھانی اوکی طر جی
میری غنمانی کی قسمت حب ر قلم نالی
بد جان ہو تاقی و کافر نہوتا کاشکی
وامی ان بھی شو و شری ندم نمی دیا
وعدہ انیکان و ناکھی یہ کیا انداز ہی
مان تشاو آمد فصل بہاری واد واد
گسری و استہن میری حویلی بھی
مرحبا ہیں کیا مبارک سی گرا نجان بھی
جانتا ہی جو پر ششہای پستی بھی
لکھیا مہلتہ اسباب ویرا سنے بھی
استفادہ ذوق ازای مرغ پستی بھی
لکھیا تھا گورین و ذوق تن پستی بھی
تمنی کوں سوچی ہی میری گہری درباری بھی
بہر سو اسی تازہ سوزای خضر لوانی بھی

دقی مری بہانی کو حق از سر نو زندگی

میرا یوسف ہی عابد یوسف ثانی بھی

باد شادی میں ہی سگتہ یارب بھی
ہی کش و خاطر و سہ درین سخن
یارب اس شش فکری کی داکس شعی بھی
سب تو زاد ہو اسی خندہ زیر لب بھی
تھا علم و فضل اجمد خانہ مکتب بھی
شکر اس سائیں بہی نذر میل کتاب بھی

نظمی لکھنا

صبح ہستاق بڈنہاں ہریت کیا کروں آرزو سی ہی نہ کرت آرزو مطلب بھی

مل لگا کر آب بھی عطاء بھی سی ہو پائی
عشقی سی آتی ہی طالع میسر از صاحب بھی

حضرت شاہ ہیں ہی سخن کے آزمائش ہی
قد و گیسو نہیں قسرت کس کی آزمائش ہی
کیر شہی کو بکس کی جو صدک کا امتحان بخیر

نہیم کر کو کیا میر کسٹان کی بھا خواہی
وہ آیا نرم میں دیکھو نہ کہو پیر کا خافل ہی
ہی ل ہی میں تیرا چھ جگر کی بار ہو پیر
ہنس کہہ سیم ز زار کی ہند میں گیر اتی
رگ و سلاہیں جب اوتھری زرخیم ثبت کی

وہ آویسی مری کر و سکھ کیا دیکھنا صاحب

جہن میں خوش و فانیان جن کی آزمائش ہی
جہاں ہم میں ومان دار و سسکی آریں ہی
ہوڑا خوش ستر کی سر وی سن کی آزمائش ہی
اوی یوسف کی ہی پیرن کی آزمائش ہی
نکبت صبراہل اسجن کی آزمائش ہی
خوش تربیت ناوک ننگی آزمائش ہی
وفا داری میں شہنم و برہمن کی آزمائش ہی
رہی تو مانجی کام و میں کی آزمائش ہی

جہاں میں خوش و فانیان جن کی آزمائش ہی
جہاں ہم میں ومان دار و سسکی آریں ہی
ہوڑا خوش ستر کی سر وی سن کی آزمائش ہی
اوی یوسف کی ہی پیرن کی آزمائش ہی
نکبت صبراہل اسجن کی آزمائش ہی
خوش تربیت ناوک ننگی آزمائش ہی
وفا داری میں شہنم و برہمن کی آزمائش ہی
رہی تو مانجی کام و میں کی آزمائش ہی

نتی منتز نہیں اسبہر خچر من کی آزمائش ہی

کبھی سکی ہی اگر کی جہن گمراہی ہی مجھ ہی
خدا یا جذبہ نال کی گمراہی سیراوی ہی
وہ بدخوا اور میری دستاں عشق طو دل لے
او وہ ہر وہ بدگمانی ہی ایدہ سر نہ ناتوانی ہی
سنبھلنی دی مجھ ہی ناتوانی کیا کیا ہی
تکلف مہر و نثار لی میں ہی سبک
ہوئی ہیں یا توں ہی پہلی نہر و شمعیں زخمی

قامت ہی کہ ہووی عکس کا ہم سفر عجب

وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سوسا جابی ہی مجھ کی

زک کہ عشق تماشا جنوں عداوت ہی
نہ جانوں کہ مٹی و زہ طعن بھری
یہ سب ہم و تہم ہو سکتا عافیت نہ توڑ
کشتا دولت مژ سبلی نہامت ہی
تجسسی کہ آئینہ بھی و رطم غلامت ہی
لگا ہوا چرخ سر رشته نہ سلامت ہی
فرما مقابل و عوامی عشق لی بنار

جولن ہونو

جنون ساخته و فصل گماشت ہی

لاغر آسان ہوں کہ گھر تو بزم میں جادوی بھی
 میرا دم و یکسر گھر کو تھی تیار دی بھی
 کسا تعجب ہی کہ اوکو ویکسر گھر جی رسم
 وان ٹھک کو تھی کسی جلیبی پنچادی بھی
 منہ نہ بیکھلا میرا بندہ از رخت بابا
 کہو لکسر چڑوہ فوراً لکھیں ہی بیکھلا دی بھی
 بہان ملک میری گھر تھاری ہی خوش ہی کہیں
 زلف گھر پنچاؤن تو نشانہ ہیں او بھادی بھی

باز سچہ اطفال ہی دنیا مری سر آگ
 ہوتا ہی شب و روز ناشامری
 ایک کھیل ہی اور ایک سہان فری نزدیک
 اکبات ہی احجاز سنجامری
 خبر نام نہیں صورتِ عالم بھی منظور
 سچر و سچر ہی کشیا مری
 ہوتا ہی سہان گرد میں صحرا مری ہوتی
 گستاخی جتن جاک پڑ مری
 ست بچہ کہ کیا حال ہی میرا مری پیچی
 تو دیکھ کر کیا گنتی تیرا مری
 سچ کتی ہو خود میں ہو دارا ہوں نہ ہوں ہوں
 جیسا ہی ثبت آئینہ سیامری
 پہر و پہتی از در گلشنشانی بختار
 رکھ ہی کو تھی بہانہ صبا مری آگی

نصرت کا گمان گدزی ہی میں ترک گئی را
 کہوں کہ کہوں کو نام نہ اولیٰ مری آگئی
 ایمان بھی ہو کی ہی جو کھینچی ہی بھی کفر
 کہہ مری بھی ہی کلیسا مری آگئی
 عاشق ہوں پر مشوق فیر ہی مرا کام
 مجنون کو برا کہتی ہی بھلا مری آگئی
 خوش ہوتی ہیں پر صلیب میں مرہن جانی
 آئی شب سحران کی تمنا مری آگئی
 ہی بوجہ زن ایک تلخ غم غل کاش ہی ہو
 آتا ہی لہی دیتی کیا کیا مری آگئی
 گویا تہ کو خیش نشین آنکھیں تو دم ہی
 رہتی دو راہی ساغر و دنیا مری آگئی

ہمیشہ موسم شرب ہر از ہی مسرا
 غافل کہ ترا کہوں کہو اچھا مری آگئی

کہوں ہو حال کہتی ہو مدحا کہتی
 تمہیں کہو کہ جو تم میں کہوں تو کیا کہتی
 نگاہیں میں ہی پر تم کہ ہم سنگر ہیں
 جہی تو خوبی کہ جو کہہ کہو جا کہتی
 وہ پیشتر ہی ہو دلین جب اوتر جاوی
 لگا ہزار کو ہر کہوں نہ آشنا کہتی
 نہیں فریخہ راحت جبراحت یہ جان کہتی
 وہ زخم تیغ ہی حکو کہ دلکشا کہتی
 جو مدحی ہی اسکی نہ مدحی بنی
 جونا سہرا ہی اسکو نہ سہرا کہتی

دل ہی جہنم

کہیں حقیقت حال کا ہی مرض لکھتی
 کہیں مصیبت ناسازی دوا کہتی
 کہیں حکایت رنج گمراہی کی کہتی
 کہیں حکایت صبر گمراہی کی کہتی
 کہیں بخان تو تامل کو خون بہا دیتی
 کہیں زبان تو سخن کو مرصع کہتی
 کہیں نگار کو الفت ہو گئی ارنی ہی کہتی
 کہیں روائی روشن ہو گئی ادا کہتی
 کہیں بہار کو فرصت ہو گیا رنو ہی کہتی
 کہیں طراوت چمن ہو گئی ہوا کہتی

سفسفہ حکہ کناری بہ القائیل

خدا سی کیاستم و جور ناخدا کہتی

روئی سی اور عشق میں بیابک ہو گئی
 و ہوی گئی تہم انہی کہ بس باک ہو گئی
 صرف سہاوی می ہوئی آفت می کشی
 تہی یہ تہی و حساب یوں باک ہو گئی
 رسوائی در گلو ہوئی آوارگی سی تم
 باری جہنوں کی تو چاہدک ہو گئی
 کہتہای کون نامہ لبیل کو بی اثر
 ہروی میں گل کی لذت طہر جاگ ہو گئی
 بوجہی ہی کیا وجود و عدم اہل شوق کا
 آہ اپنی آہ کی ناک ہو گئی
 کسریٰ تہی ہی اوس سی تنافل کا ہم گلو
 کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئی

جگر و نان زخم نه پیداکری کوئی
 عالم غبار حشرت سی محبتی ہی سر بسر
 انسر و کی نہیں طرب انشای التفات
 رومی ہی ای ندیم ملائت مکر مے
 جاک جگری حب و پرستش و دہشت
 محبت جگری گریز خارش گل
 ناکامی نگاہ ہی برق نظارہ سوز
 ہر سنگ و حشرت ہی صدف گوشت
 سحر بر مہرانی نہ وعدہ صبر آزمای حشر
 ہی حشر طشت ایجاد یاس خیر
 بیکاری جزئی کوئی سر پشته پاکشنا
 مشکل کم تبہ ہی براہ سخن واکری کوئی
 سکت خیال طرہ بسدہ کری کوئی
 نان و روغن کی دین مکر جاکری کوئی
 آخر کبھی عقدہ قتل واکری کوئی
 کیا فایده کہ حبیب کو سراکری کوئی
 تاجہ باغبانی صحرای کوی
 تودہ نہیں کہ تھکوتا شا کری کوئی
 نقصان نہیں غلوسی جو سوداگری کوئی
 فرصت کہاں نہ میری تھاکری کوئی
 بدرد و وہ نہیں کہ نہ پیداکری کوئی
 جفا تہ روت و طہین زبیر کاکری کوئی

حسن فخر خیم سخن دورتی اسیر
 جہلی دل نہ ختم پیداکری کوئی

ابن مریم ہوا کمری	کوئی	میری لہنگی دوا کمری	کوئی
شیر و آئین ہر مدار	سہی	ایسی تامل کما کما کمری	کوئی
چال خسی کمری کھان	کاتیر	دلین ایسی کی جا کمری	کوئی
بات پروان زبان	کھتی ہی	وہ کھس اور کھنا کمری	کوئی
کب رابون جو مین کیا	کیا کچھ	کچھ سبھی خدا کمری	کوئی
نیز گمر برا کھی	کوئی	نگہ کمر برا کمری	کوئی
روک کمر غلطی	کوئی	بخش دو کمر خطا کمری	کوئی
کون ہی جو بہن ہی جا جھنس		کسکی حاجت روا کمر سب کوئی	کوئی
کیا کیا خفہ کی سکند	سی	اب سی رہنا کمری	کوئی

جب توقع ہی اور کھتی مخالف
کیوں کیا گلا کمری کوئی

بہت سہی خم کھتی شراب کم کیا ہی
تہا رہی طرز و روش حاشی ہی کم کیا ہی
غلام ساتی کو تر ہون بکھلو خم کیا ہی
رہیب بری اگر لطف تو ستم کیا ہی

کھنڈ

سخن ہن خانہ خلاب کی آتش افشانی
یقین ہی چمک رہی لیکن اب اس میں دم کھانی

بانج باکھر خفتانی سرور آتا ہی بھی سیاح چل افعی نظر آتا ہی بھی

جہم مریخ بہ سر جہنم و بیکر عجب دم ہو نہیں وہ سبزہ کہ تر ہر آب آگ آتا ہی بھی

مدح محو تماشائی شکست دل ہی آئینہ خانہ میں کوئی ہستی مابا ہی بھی

نالہ سرمایہ کو جانم و جانم کف خاک آسمان بھٹہ قمری نظر آتا ہی بھی

زنگہ میں زور و محفل کی اوراد ہستی ہی دیکھو اب برگئی برکوں اور تماشائی بھی

رُوندی ہوئی ہی اگر کہ شہر یار کے اترا ہی کیوں نہ خاک سر رکھتا ہے کے

جہاں کی دیکھتی کی ہستی آئین مابا شہ گونہ میں ہون نمود ہنود لہ زار کے

جہاں کی ہنس میں سیر ملکستان کے ہم ولی
کیونکہ ملکدہستی کہ ہوا ہی بہار کے

ہزار خشن شیریں آریں ہر خوش بود لکھی بہت کھلی مری ارمان لیکن نہ رہی کم لکھی

دوری کون میرا تالی کیا رہ گیا او کی گردن
 لکنا ملدی آدم کشتی آتی ہیں بسکین
 بہر کم کھپای غلام شیری کا کی درازی کا
 مگر لکھو ای کوئی کو کھو خط تو ہسی لکھو ای
 ہوتی اس وزین مشروب کھری بادشاہی
 ہوتی جیسی تو خستگی کا داو پانی کی
 محبت میں نہیں ہی فرق مہنی اور مرگیا

وہ خون جو چشم تری چہر پرین مدہم لکھی
 بہت سی آبرو جو لہری کوچی ہم لکھی
 اگر اس شہرہ بریح و خم کا صح و خم لکھی
 ہوتی صبح دور کھری کان پر نہ کھری ہم لکھی
 بہر آیا وہ زمانہ جو جہانیں عالم ہم لکھی
 وہ ہم سی زیادہ شہرہ تیج ستم لکھی
 او سکھو دیکھ کر مہتی میں جس کا سر دم لکھی

کہان منجانبہ کا و روزہ عا اور کمال لفظ
 پر آنا جانتی ہیں علم جانا تھا کہ ستم لکھی

کوہ کی ہون باہر خاطر گھر صد اپو جاتی سی
 بنیہ آستانک بل و برق یہ گشت خنک

لی بکلف ای شرا جہتہ کیا ہو جاتی سی
 از سر روزنگی ہو گھر رہا ہو جاتی سی
 موج شرا یک فرہ خواہناک ہی

منشی بنو قی غفلت ساقی ہلاک ہی

از قلم ناز

حزیر ختمیخ نامز نہیں دلیں آرزو جھیل ہی ترے ہوں کی چاک ہن

جوش خیل کی کونہ فرات نہیں اسید

صحرای آرمیں ملک شہناک ہی

سپی کی شہر کسرتی ہی ہوارہ جہاں قیامت کشتہ نعل تیان کا خواب نہیں ہی

آئینہ سلاطین صدای آب ہی نقش باجوکان میں کتا ہی انگلی باد ہی

نرم می درخت کبھی کی چشم برکت کا

نیشہ بھن بری نہاں ہی موج باد ہی

ہوں میں ہی تماشائی شیرنگ تنہا مطلب نہیں کچھ اس سی کہ مطلب مراد ہی

سیاہی بھی ہر جاوی دم بحر کا غنہ پر

مری نکت میں یوں غور کی جہاں حیران

ہجرم الہ حیرت صاحب خوش ملک انجان ہی حورنی رتہ صدف کی شخص بدندان ہی

تلف ہر غری جان تیرے لب جو باں لگا ہر پنجاب نامز شمع شیر خزان ہی

هوتی بہ کثرتِ ختم سی تہن کفایت شادی کہ صبح صید محکوبہ تراز جاک گہر بیان ہی
دل وین نقد لاسانی ہی گہر سودا کیا جابی کہ اس بانہ درین ساغر شایع و شکر و ان ہی
ختم خوش ملائین برویش و تباہی عاشکو

چرخ روشن اینا فلزم صرصر کار جان ہی

خوشنویں تماشاد او اکلانی ہی گاہ و سی تیری سر سار لعلی ہی
فتار شکی خلوت سی تہی ہی شبنم صبا جو پرودہ میں غنچہ لی مالکلی ہی

نبوہم شیرینی ہی آب تیغ لکھ
کہ زخم روزی و سی بو اکلانی ہی

جس بانہ نیم نہ کنش زلف یار ہی تافہ و باخ آمو و دست تیار ہی
کہ کاسراغ طہوی صبرت کو ایچدا آئینہ فرس شہت رنقا ر ہی
ہی وزہ آرد شکی مابی غبار شرق گروام یہی پوست صحرانکا رہی
بول موی دیدہ بنامدہ علیہ نظرہ کا مقدمہ پر رو بکار ہی

بازم

چہر کی ہی شبنم آئینہ بزرگ گل بر آب
 ای خند لیل وقت و دوح بہار ہی
 چرخ آبروی ہی و عتد و لعل کی بھی
 وہ آتی بابت آتی پر بیان انتظار ہی
 لی پروہ سومی رومی مجنون گندہ نگر
 ہر ذرہ کی نقاب میں دل مضرار ہی
 ای خند لیل کف خس ہر اشیان
 طر نال آمد اندر فصل بہار ہی
 دل بت گنوا خبر نہ سیری ہی
 ای بی بی آئینہ شمال دار ہی

غفلت کفیل عرواس در ضامن نہ

ای مرگ با گہان بھی بیا انتظار ہی

آئینہ کیوں نہ من کہ تماشا کہیں جہی
 ایسا کہاں ہی لڑن کہ نہ سا کہیں جہی
 حسرت فی لا کہ تری بزم خیال میں
 گلکستہ نگاہ سودا کہیں جہی
 بہر لک ہی کسنی بخت محبت میں عیدا
 اسون انتظار تنہا کہیں جہی
 سہر بر جہیم در غم جہی سی وانی
 وہ اکہشت خاک کہ سحر کہیں جہی
 اچھی شہم تر میں حسرت و بیداری نہان
 شوق نشان چہیتہ نوز با کہیں جہی

دکار ہی سنگفتن گلهای عشق کو
صحیح بهار نشین بنایا کہیں جسی

غالب برانمان جو وہ خط برآہی
ایسا ہی کوتی ہی کہ لب اجھا کہیں جسی

شب ہم گم غل لکھ نہ خالی ز ادا ہی	مراغ دل بیدار و نظر گاہ حسد ہی
دل خوش شدہ گنگاش حسرت و بیدار	آئینہ بدست بدست بدست خدا ہی
شعلہ سی ہوتی ہوئی شعلہ فی جوی کی	جی کس قدر افسردگی دل پہ جلد ہی
تسال میں تیری ہی وہ سوجھی کہ لہندہ ورق	آئینہ بانداز غل آغوش کشا ہی
قری کفر کا ستر و پھیل نفس پرکش	ای نالہ نشان گلبر سرختم کسپ ہی
خونی تیری افسردہ کیا جہشت دل کو	مسترقی دلی جو مملکتی طرفہ بدر ہی
مجبوری و وچوای گنگ قمار ہی الفت	دست نہ سنگ آئینہ بہمان وفا ہی
حکوم و احوال شہیدان گد گشتند	تینچ ختم آئینہ تقویر نما ہی
ای پر تو خورشید بھاننا بایہ پر ہی	ساکیر رح ہم بچہ وقت پرا ہی

نام نہ لکھان

نا کسرو گناہوں کی ہی حسرت کی یاد دلاؤ
 یارب ایران کسرو گناہوں کی سزا ہی
 بگیا نکلے خلق سی بیدل ہونے لے
 کوئی نہیں تیرا مری جان خدا ہی

فطرت ہی یہ شکل تجھی کو نور سے
 قسرت کی سلی تری تند و رخ کی طور کی
 اک خوش بچاں کفن میں کمر و روں نہاؤ ہیں
 بڑی ہی اکنہ تری شہید دن پہ چور کی
 و احفظ نہ تم پیوستہ سیکو ہد سیکو
 کیا بات ہی نہا ہی شراب طور کی
 نہ رہا ہی مجھ ہی حشر میں نائل کہ کیراں آج
 گویا ایسی سنی سنن آواز صوڑر کی
 اور تلی سی اک خبر ہی زبانی طور کی
 آمد باری کی ہی جو پیل ہی نہر سنج
 کعبہ سی ان بتوں کو ہی نسبت ہی دور کی
 کووان نہن یہ وان کی نکالی ہوئی تم ہیں
 کیا فرض ہی کہ کسلو ہی اک سا جواب
 آونہ ہم ہی سیر کھرن کھوہ طور کی
 نہر ہی بھی کلام میں لیکن نہ اس قدر
 کی جس سی بات کہتی نہ کما بت گور کی
 غالب گہرا اس صفر میں بھی ساتھ لی جلیں

حج کا ثواب نذر کرونگا حضور کی

ستم لہائی میں تُو دِلِ ناکام ہے
 بیدارِ کمر کی ہی کلفتِ نام ہے
 کہتی ہوئی ساقی سی حیا آئی سی ورنہ
 ہی یون کہ مٹی دُر دتہ جام ہے
 نہ شیرخان میں ہی نہ صیاد کین میں
 گزشتہ میں نفس کی بھی آرام ہے
 کیا زبیر کا فون کہ نہ کمرِ جبرِ بانی
 بادِ اس عمل کی طمعِ حق نام ہے
 ہیں اہلِ ضرورتِ خوش خاصِ نازان
 رستم سی یہ چور و بھی کیا طوقِ حرم سی
 ہی قہرِ کبر اب ہی نہ مٹی باتِ او کو
 حوزِ ہی کی شیرِ آئندہ سی چکا ہنس ای گ
 اودہ بھی حجابِ احرام
 انکار نہیں اور بھی درِ ام ہے
 رہی سی بھی بیان کہ ابی کام ہے

ہو گا کڑی اسبابی کہ غالب کو نہ خانی

شاہِ قزوہ اچھا ہی یہ بدنام ہے ہی

مدت ہوئی ہی یا کو مہان کئی ہوتی جو شِ فوج سی بزمِ جبرِ انھاں کئی ہوتی

اگر کوئی اور بھی لڑنا

کمر تا بون جمع پیر چکر تخت تخت کو
 بهر وضع احتیاط سی و کنی گاهی و دم
 پیر گرم ناله های شرر باری نفس
 بهر برکت حسن جگر است دل کو جلای عشق
 بهر پیر باری خاتم مرغان بخون دل
 باسد گیسوی غزل و دبه پیر رفیب
 دل بهر طواف کوی ملالت کو جایی بی
 بهر شوق گمراهی خردیدار کی طلب
 دوری بی پیر بر آید و لاله خضایل
 بهر جانتا بون نامه و لدار کولت
 مانی بی پیر کولت بهر بوم بر بوم
 عرصه سوا بی و صفت مرغان کنی بونی
 بر سون بونی این جا گیسوی کنی بونی
 مدت بونی بی پیر حیران کنی بونی
 سامان صد مرغان نمکدان کنی بونی
 ساز چمن طرانی و امان کنی بونی
 نظاره و خصال کاسا مان کنی بونی
 بنذار کاهنم کده ویران کنی بونی
 حوض تنه و شکل و دل و جان کنی بونی
 گلستان لقا و کاسا مان کنی بونی
 جان نذر و نصیبی عنوان کنی بونی
 زلف سیاه رخ نه پیران کنی بونی

چاہی ہی ہر کسی کو مقابل ہن آرزو
 سرمد سی تیز دشتہ مڑگان کئی سوئی
 اگر نہ سازنا کو تاکی ہی ہر لنگ
 چہرہ فروغ می مستان کئی سوئی
 بہر جہین ہی کہ در پہ کسی کی ٹہری ہن
 سرزیر باہشت و رہان کئی سوئی
 جی دہو نہ تہا ہی ہر وہی فرصت کہ راتن
 بیٹھی ہن تھوڑا جان کئی سوئی

غالب ہمیں تجھ پر کہ ہر خوشی انکس
 بیٹھی ہن ہم تہا طوفان کئی سوئی

نوید امن ہی بدو دو جان کی لئی
 رہی ہر ہر ہنم کوئی آسمان کی لئی
 بلدی گھر میں یا رشتہ خون ہی
 رکھن کہہ اپنی مڑگان محل شاہی لئی
 روز نہ ہمیں کہ ہن وشتاں خلق انھن
 نہ تم کہ جو رہن ہر ہر ہن لئی
 رہا بلدی ہن ہن متلائی اوقت نگر
 بلدی جان ہی ادا تیرنی ارکھا لئی
 فلک دور رہا ہر کسی بھی کہیں ہی
 دور دستی زائل کی رنجان کی لئی

مثالہ ہر ہر ہن لائی

مثال بزمی خوشش کی ہی کہ مزاج اس پر
 گدا سمجھ کی وہ پخت نما مری خوشامد سی
 بقدر شوق ہنس فرق تنگنای خسرو
 دیباہی خلق کو بھی مالوسی نظر نہ لگی
 زبان پر بار خدا یا کہ کسکا نام آیا
 نصیر دولت و دین اور چین ملت و ملک
 زمانہ محمدی کی کوئی ہی محو آرائش
 ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہی

کہری فراموش اس شہیدان
 اوہا اور اوہا کی قدم ہستی باہر
 بکھ اور چاہتی و سخت مری بنایا
 بنایا پیش تجل حسین خان
 کہ میری لطف لانی بوسہ مری زبان
 بنایا چرخ برین چکی ستار
 بیگی اور ستاری اس ستار
 سفینہ جہتی اس بحر مکران

ادائی خاص سی مستطاب
 صلا دی عام ہی باران ملکہ و انانی

تمام

تمام مہین بہا شہک حمر لہن دیوان غالب کی اب کی قصائد و مضامین

تضایف

باز نیکد زده نهی منی چمن سسی بیکار
 مستی باد صبا سی یی بعبرف سبزه
 سبزی جام ز مروکی و اشج پلنگ
 تنی ابری گلچین طرب سی حسرت
 ره و صحرای مسوری شرقی بلبل
 سوختی سی منی بود صورت مرگان میثم
 کاک کمر سپیدی ناخن تو باند ز زبدها
 اکف بر خاک گلبر ووشد، قمری پرواز
 می کمره بین عراکله آرزوی گلچین سی
 موج گل و بونزه بهر خلو تکره نغمه باغ
 بهنجی کمرانی اندیشه چمن کی تصویر

سایه لاله سب بدایخ سویدی سی بار
 ریزه شیشه می جوهر تیغ کسار
 تازده یی ریشتر نارنج صف روی شمرار
 که اس آغوش این مکان سی و دغالم کافشار
 راه خوابیده موتی خنده گل سی سیدار
 سر نوشت و وصال ابر بهای سطر عیار
 قوت نامیده او سکون بهی نه چوهری بیکار
 دامر کرا خنده آتش زده طاقس شکار
 بول خاکبای قدح با به رطاق گلزار
 کم کمری گوشه میخانه می کمر تو دشتار
 سیر مثل خط زو خیز تو خط پرگار

گل سی بی بی

فصله سیلی آبی زمره مدحت شاه
 به شاه حکیمی بی غیر سر
 نلک المشرش هجوم غم دوش فرود
 سبزه نه چمن و کشت کشت لب با هم
 دامن کی خاشاک سی حاصل هر چه بی گناه
 خاک صحرا می بخت جوهر سپهر غنا
 وزه اوس گمرو کا خورشید کو آینه ناز
 آفرینش کو دمان سی طلبستی ناز

طوطی کبوتر و کسار بی پیدا منفار
 چشم جبریل مری قالب خست و دوار
 رشته فیض ازل ساز طناب سمار
 رفت سبزه عمار و یک اوج حصار
 ره بی مروه بانی بری سی بسزدار
 چشم نقش قدم آینه بخت سپدار
 گمرو اوس دشت کی امید کو اصرام بهار
 حوض نموده ایجاد می هر موج غبار

مطلع ثانی

فیض سی تیری بی کی شش شبستان بهار
 شکل طایوس کبری آینه خانه پرور
 تیری اولاد کی خیم سی بی بروی گمرون
 هم جلاوت کو تیرا نقش قدم مهر ناز

دل پروانه جبریل بر لب گلزار
 ذوق بین جلوه کی تیری بنوای دبدار
 سلک اخترین غمزه نو فتره گوهر بار
 هم رنای کو تری جو صله سی استغفار

چنین تیری نهان ز منزله لغت نبی
بجوهر دست دعا آئینه یعنی تاتیر
مردم کسی بود هنر خانه اتساع نگاه
دشمن آل نبی کو طرب خانه دهر

جام سی تیری صیان بچشم
بکیف زارش مرکان و دگر
خاک کی تیری جوشیم بنو آتش
حرف خمیازه سبک بود طاق دیوار

دریده تا دل اسد آئینه کی تو شوق
نفیض منی می خط ساغر را قلم سرشار

قصیده

دهر خیر خلوة کلماتی معشوق بهین
بید لبهای تماشاکه نه عبرت نبی ذوق
هرزه بی لغت زیر و بم هستی و عدم
لقش منی بر خمیازه طوق صورت
لا ف و انش غلط و لقع غداوت معلوم
بش محزون باد بدیت تسلیم

هم کمان بولی الحسن نهو تا خود بین
بکیسه های تمنا که نه و نیای نه و بین
لغوی آئینه فرق خون و تکلیف
سخن حق سر بهمانه ذوق تحسین
در و باب ساغر غنیمت بی خبر دنیا و حیرت
صورت لقصن قدم خاک بفرق تکلیف

لغوی

از غنای بستر لعلی شیراز از خبرای حواس
 گویند که نه نه مرد و در طرک گاه قریب
 کنی و بکها نفس اعلی و غافلش خیر
 سماع زمره اهل جهان بوی بسیکن
 کس قلم هرزه سراپون که ایاد ماله
 نقش لاجول لکده ای خامه ندیان تحریر
 منظر نفس خدا جان و دل ختم سل
 بود سرعایه ایجاد جهان کرم خرام
 جلوه برد از نقش ندیم ادسکا حسا
 نسبت نام سی و سکی سی به زبده که بهی
 فیض خلق ادسکا هی شامل هی نو باهی
 بر شش تنم کا و سکی سی جهانین جبر جا
 کفر سوز ادسکا و ده بویه سی که بس سی تونی

وصل ز لکهار رخ آینه حسن یقین
 بیستون آینه خواب گمراهی شیرین
 کنی پایا از زمانه و لسانی حریف
 نه سر و برکت نالین نه و مانع لفرین
 یک قلم خارج آداب قمار و تمکین
 یا علی طریق کمرای مطهرت و کوا سیرین
 قبله آل بی کتبه ایجاد یقین
 هر لفظ خاک سی و ان کمرده تصویرین
 و ده لفظ خاک ناموس و عالم کی امین
 ادراکیت ملک خم شده ناز زین
 بوی گلشی نفس ما و صبا طهر با گین
 قطع سو جای نه سرشته ایجاد کهن
 زنگ عاشق کس طرح رونق بختانه چین

جان بنیاد اول جان فیض رساناست
 جسم الطهر کوتری و دوش بنمبر منبر
 نس سبی ممکن ہی تری مدح لغیر از جیب
 آستان بری تری جو پرا تینہ شاک
 تیری در کی نمی اسباب تار آماود
 تیری مدحت کی نمی بین اول جان کا نام
 کسی سبکی ہی مداحی مدوح خدا
 منبر باز از صاحبی اسد اللہ اسد
 شوقی عرض معائنہ کی گستاخ طلب
 دی واکو مری وہ مرتبہ حسن قبول
 غم شبیری ہو سب نہایت کب نہر
 طبع کو الفت و دل میں سرگرمی شوق
 دل الفت نسب و کسبہ توحید فزا

وحی ختم رسال تو ہی الفتوای یقین
 نام نامی کو تری ناصیہ خوش ملکین
 شعلہ شمع مگر شمع بہ بانہی آمین
 رقم ندکی حضرت خیرل امین
 خاکینون کو خود خدائی فی جان و دل و کمال
 تیری سلیم کو ہیں روح و سلم و جہین
 کسی سبکی ہی آرائش ضرورس مرین
 کہ سوا تیری کوئی اوسکا ضرر نہ آئین
 ہی تری حوصلہ نفل بر سرکہ یقین
 کہ احابت کی معرفت ہوا راہین
 کہ رہیں جن حکمرانی مری انکسار ملین
 کہ جہان شاک علی اوس کی قدم اور جہین
 نگہ جہان برکت و نفس صدق گزین

ان الامام

صحن اندر اثر شعله و دو دو دروزخ
وقف احباب گل کو نبل نیرا دین بیز

قصیدہ

جان بہ نشین ہم اور کا نام	جگو تو جگ کی کھر رہا ہی سلام
دو دین آیا تو فر دم صبح	یہی انداز اور بہی اندام
باری دو دین کہان رہا غایب	بندہ حاضر ہی گھر دیش ایام
اور کی جاتا کہان کہ تارون کھا	آسمان فی بکھا رکھا تھا رام
مرحبا ہی سرور خاص خواب	حسنا ای نشا غلام عوام
عذر میں تین دن نہ آئی کی	لیکن آیا ہی عید کا بیف م
اوسکو بولا تجا ہستی کستا	صبح جو بیاں اور آئی ست م
اکہین کیا کہ سب فی جان لیا	تیرا آغاز اور تر را رنجا م
راز و دل مجھ ہی کیوں چھپاتا ہی	مجھکو سچا ہی کیا کہیں ترا م
جانتا ہوں کہ آج ورنہ سنا میں	اک ہی ہی ہی رسید گاہ افنام
میں مانا کہ تو ہی حلقہ بگوشن	غالب اور کا مگر نہیں ہی غلام

جاننا ہوں کہ جاننا ہی تو
 مہر تاباں کو ہو تو ہوا کی ماہ
 تھک کر کیا پائے روشناسی کا
 جاننا ہوں جاننا ہی کہ اسکی فیض سی تو
 ماہ بن مانتا بن بن کون
 میرا انسا جدا معاملہ ہی
 ہی بھی آرزوی بخشش نام
 جو کہ بخشش کا تھک کر فروغ
 جب کہ جو وہ منازل فلکی
 تیری برتوسی ہو فروغ بندہ میر
 دیکھنا میری باتہ بین لہر پیر
 پیر خزل کی روشنی پہل لفظ

خجل

تکیا سی لہر استغنا م
 قرب ہر روز ہر سبیل دوام
 خبر تقریب حید ماہ صبا م
 ہر بنا جاننا ہی ماہ تمام
 تھک کر کیا پائے دلکا تو ان م
 اور کی لین دین سی کیا کام
 گھر تھی ہی امید رحمت سہام
 کیا نہ لگا تھی مٹی گھٹ م
 کمر علی قطع تیری تیزی گام
 کوئی مشکوی و صحن و منظر و بام
 اپنی صورت کا اک بلورین جام
 تو سن طبع چاہتا تھا گام

ز سر خم کمر حجابها میرا کام
 می بی هر کون نه بین پتی عابد
 بوسه کس یا بهی غنیمت ای
 کعبه من جا جانتگی ناتوس
 اوس قدح کا بهی مجبور در نقد
 بوسه دینی من اوستوی الک
 چرخ نی لی بی بی کی گمروش و ام
 دل کی بی بی من حبلر تها ابرام

همیشه تاهوں کہ اوستوی آسے

کعبه من تو کعبه اب تو کہم
 کون جی جلی در نه ناصبه سا
 تو ہن جاننا تو مجھ سی سن
 قلم چشم دل بہادر شاہ
 ای بر بیکر یک تہ خرام
 ہن مدو چیز مرید بہرام
 نامہ سننہ بہرام
 منہ و الجلال واللہ رام
 تو بہار حلقہ اسلم

حبیبکار هر فعل عورت احباب
 بزخم من سیربان مقصود جسم
 ای ترا لطف ندگی افشرد
 چشم بد و در خسر واد است کوه
 جانسار و نهین تیری قیصر روم
 وارث ملک غایتی ہیں تجھی
 روز باز و مین مانستی ہیں تجھی
 مر جا بسکافی ناک ۱۱۱۱
 تیر کو تیری تیر خیر هدف
 رعد کا کرسی ہی کیا دم بند
 تیری نیل کمران خشد کی صیدا
 من عیونت کمری ہیں تیرا کمر

حبیبکار هر قول معنی السلام
 زخم من او استا و رستم و نام
 ای ترا لطف ندگی افشرد
 چشم الله عار فانه کلام
 جبر عروار و نهین تیری مرشد جام
 ایرج و طور خسر و بهرام
 گیو و گودرز و بهمن و رستم
 آفرین آمداری محمد صام
 تیغ کو تیری تیغ خشم صام
 برق کو وی ہی ہی کیا انرام
 تیری رخش رسک خندان کا خرام
 بگم بر کیا و کس کا استام

ایسا لہذا

اوکلی مغروب لی سرون سی
 جب انزل میں رحم پذیر ہوئی
 اور اولاد و راق میں لکھک قضا
 لکھد یا شاہد و بنو عاشق کش
 آسمان کو کھا گیا کہ کس ہیں
 حکم ماطن کھا گیا کہ لکھ ہیں
 آتش و آب و باد و خاک لی
 مہر خشاں کا نام خسرو روز
 نیری توجہ سلطنت کو بھی
 قات حکم فی جوہر حکم

کیون نہایں ہو صورت او شام
 معجم ہای لبالی و زایام
 مجلہ مندرج ہوئی احکام
 لکھد یا عاشقون کو دشمن کام
 گنبد شیر گز و نیلی نام
 خال کو دارہ اور زلف کو دام
 وضع سوز و غم و رم و آرام
 ماہ تاباں کا کسم شمشام
 دلی دستور صورت ارقام
 اوکلی رقم کو دیا طراز و دام

ہو انزل کی روانی آتش ز
 ہو ابد کشت شریعت م
 مام شند

قصیدہ سوم

صبح دم دروازہ خاور
خسرو و اجسم کی ایا صرف میں
وہ بھی تھی اک سجیائی سی نمود
ہیں کو اک کجہ نظر آتی ہیں کجہ
سمیع گرومن پر پیرا تہا رات کو
صبح آیا جانب مشرق نظر
تھی نظر بندی کی ایک رُو سحر
لک کی ساتی نی صیوگی کی لے
بزم سلطانی ہوئی آبلہ سہ
تاج زرین مہر تابان سی سوا
شاہ زرشیدل بہا ورشہ کہ ہی
وہ کہ خبکی صورت بکترین میں

مہر عالمکباب کما منظر
شب کو تھا کجہینہ کو دھڑ
صبح کو رازدہ و اختر
ویتی ہیں دو کا یہ باز گیر
موتیوں کا ہر طرف زبور
اک لقا آتشین رخ سر
بادۂ گلہ رنگ کا ساغر
کہیں باہی اک عیاجم زار
کوہ امن و امان کا ور
خسرو و آفاق کی موند میر
راہستی اوسہ سرناسر
مقصود نہ صیرغ و مفت اختر

دعایا

وہ کہ جسکی ناخن تاویل سی
 پہلی دریا کا نقل راہی نام
 روشناسوں کی جہان فرست ہی
 زین شہ میں ہی وہ خوبی کہ جب
 نقش پای صحر دین وہ دلفریب
 مجہد فیض ترست سی شاہ کی
 لکھ شادی دلین تہی مسکن ہر اک
 تہا مل دلتہ قفل لی کھلب
 باخ منی کی دیکھا و لکھ سب ر
 ہر جہان گرم خزانہ نفس

عقدہ احکام پیغمبر
 اسکی سرنگوں کی جب دفتر کدہ
 دنان کھائی جیت قیصر
 تہاں سی وہ غیرت صرصر
 تو کہی تہا نہ ا دور
 منصب مہر و مہر محور
 مہری حد و سح سی باہر
 کئی کہو لکھ کدہ کوکھ
 مجہدی گر شاہ سخن گستر
 گوب جانیں ضلہ عنبر

خزل

گنج میں بیمار سوں یوں پر کبہ
 ہم کیا پس اور کھلی یوں کون غای

کاشکی سوزا نفس کا وہ کدہ
 بار کا در و زہ با پیش کمر

سکھڑی اس رازداری بر گھنڈ
 و اتھی دل بر لکھ لکھاتا
 ہاتھی کھڑی کتب ابروئی کھان
 مفت خاک کو بر اسی بد بر
 سوز دل کا کیا کھری باراں اترک
 نامہ کی ساتھ آگیا بیت ام ترک

دوست گاہی راز و سخن بر کھنڈ
 زخم لیکن ورنہ سی بہتر کھنڈ
 کت کھڑی غم کی خضر کھنڈ
 رہروئی مین بروہ رہبر کھنڈ
 آگ پڑکی پیدہ اکر دم بر کھنڈ
 ریلکھا خد میری چسائی بر کھنڈ

و کھنڈ غائب سی گداو لکھا تو تھی
 سی ٹولی پھیندہ اور کھنڈ کھنڈ

پہر سو ادھت طرازی کا خیال
 خاموشی باقی صحبت سہی مدو
 مدح سی مدح کی دیکھی شکر
 مہر کا نیا جبرخ پکیر کھا کھا
 بابت کھنڈ کا نام لکھا ہی خط پیر

پہر مدح و خورشید کا دفتر کھنڈ
 بادبان ہی اوٹھی ہی شکر کھنڈ
 بہان جھڑ سی زنجیر جو بر کھنڈ
 بادشہ کارایت شکر کھنڈ
 اب خنڈ پارتہ منبر کھنڈ

سکھڑی لکھا ہی

سکرتہ شہ کا سوا سی روشناس	اب عیار آبروی زر
شاہ کی آگنی و پراہی آئینہ	اب نال سہی اسکندر
ملک کی وارث کو دیکھا خلق فی	اب ضرب غزل و سبخر
ہوسکی کیا مدح مان اک نام ہی	دفتر مدح جہان داور
نکسراجہی پرستانیش نامت سام	عجرا عجازت متا شکر
جانتا ہوں ہی خط لوح ازل	تم ہم ای خاقان نام آور

تم کمر و جب نرانی عجب تکر
 ہی غلسم روز و شب کا ور کھلا

در وصف انہیہ

مان مل دروند زمرہ ساز	کیون نہ کہولی در خرمینہ
خامہ کا صفحہ بر روان	ساخ گل کا گلستان
سورسی کا پوچھنا سی کس	نکتہ مای خروغز
باری آموں کا کجہ بیان ہو جا	خامہ نخل رصفتان

آم کا کون مرو مسید ان ہی
 تاک کی صہین کیون ہی ایران
 آم کی آگی سبیش جاوی خاک
 نجلد خک سیرح مقدو ر
 یہ یہی ناچار جکا کونا ہی
 مجہدی پوچھو تہین خیر کما ہی
 جمل اس میں نیشاخ و برک و ہار
 اور دواستی قیاس کہاں
 جاں میں ہوئی گریہ شہر بینی
 جان دینی میں اسکو کیا جان
 نظر آتایں ہون بھی بر
 آتش گل بد نند کبابی فوام

شرو شاخ گوی وجو مان ہی
 آئی پو گوی اور یہ مسید ان
 پور نہا ہی علی پہو بی تاک
 بادۂ ناب نگاہ انکور
 شرم سی بانی بانی ہونا ہی
 آم کی آگی نیشکر کما ہی
 جسے ان آتی نب ہوا کی بہار
 جاں شیرین میں یہ میہا کسان
 کو مان باوجود شہر سینے
 پر وہ پوکی ہل دی لکت جان
 کہ دو رخانہ ازل میں گد
 شیرہ کی تار کما ہی ریشہ نام

یا ہر وہ عالم ہم ذہن

یا هم موکانه فسرور افت سی
 انبیین کی حکم رب الناس
 یا گنگر حضرتی شاخ نبات
 تب ای نرفشان بهر نخل
 تا ترنج زر ایک خسرو بکس
 آم تو دیکشا اگر اک بار
 رونق کارگاه برگ و ترا
 بر پروراه خلدها گوش
 صاحب خرم برگ و بهی آم
 خاص به آم جوته از ان هو
 و کهری والی ولایت عهد
 مغزین خوشن و جا و جلال
 کارفرمای دین و دولت و بخت
 سایه او کجا کجا سایه کی
 ای مقین و جو بر پای و نور

یا خدایا تاغ حشمت سی
 بهر کی پی بهن سر مبر گلکس
 مدون اک و یاسی آب حیات
 هم کمان ورنه اور کمان بهر نخل
 رنگ کماندو بر کمان پر باکس
 پند بتا طلی دست فشار
 نازش دو دمان آت و هوا
 طری رسد ره کا چهر و نه
 ناز پر روه بهی آم
 نوبختل باغ سلطان هو
 سل سی اوکی بی حمایت عهد
 رینت حشمت حبال بهر کمال
 چهره ای تاج به بند رخت
 خلق پرده خد کجا سایه کی
 جب تک ای کو د سایه نور

اس خد آوند بشتد و پرورد کو
 دانت گنج و تخت و ان سر کو
 شاد و دولت و شادمان گویو
 اور غالب بر پیران گویو
 قطعات

ای جهاندار کرم شیرو بی کشید و عیال	ای شهنشاه ملک مغرب و نعل و نعل
فروسی تیری کبری کس سعادت اکیل	پادشاهی تیری ملی فرق در ادب و ادب
تیری رتقار فتنه شمس بال حیرل	تیر انداز سخن شانه زلف انعام
تجسس و نمایان بجایان تده منزل خدیل	تجسس عالم به کلاه رطله قمر ب کلیم
کبرم دافع نه تا صبه قلنرم و نیل	بسم سخن اوج و در مرتبه منی و نعل
تا تیری عهدین مورخ و الم لی لعل	تا تیری وقت بین پویش کرم کی نعل
زبونی ترک کیا صوت سی مورخ و نعل	ماه فی هنوز دیا نوری جان با هر
تیری تخت مری انجم مقام کی نعل	تیری دانش مری اصلاح مقام کی نعل
تیر انداز نعل نعل مری مری نعل	تیر انبال ترجم مری جینی کی نعل
چرخ کجا زنی جاکه کبری نعل و نعل	بخت سازنی جاکه نعلی محک و نعل
پیلی نعلی ہی بن نعل و نعل و نعل	بختی نعلی ہی سر رشته اوقات نعل و نعل

کلی نعل

نبش دل من بی رالقه حرف خفتم
 در منی سی مراصفه لقا کی و از سی
 کشش دم من بی خالقه جبر تفیل
 غم لیتی سی مرا سینه امر کی زبیل
 کلک مسری رقم آموز غبارات فیل
 مسری خال کی سی کمر کی سی تراوس تفیل
 جمع جوتی مری خاطر تونه کمر تا تفیل

تبه کن رطلان خسته لونه ی من بهر
 کعبه امن و امان حلقه کشائی من بهر

قطعه

گوی تو فن ز نادانسته خیر دن کی و قاسم
 کیا کمر کی تپی تم نقر بر رسم خاموش تپی
 بس بگریه یه کمر منشی حلقی و در ملجاو
 قسم و قسم کی کمر منشی کپی من شکستی قبی
 کلکتر کا خود کمر کی تپی سبب من
 ده سبب زاریای نظر که سی غضب
 صبر از موده او کی لنگه من که خف نظر
 ره منهای نامر و شبر من که واه واه
 اک زبر مسری سینه من ماس که مایه ای
 ده ناز من تبان خود آرد که مایه ای
 عافت ربا ده انکا است ماس که مایه ای

وہ بادہ غامی ثابت لگا کر کاپیاں

در مدح ولی

ہی جو صبا کی کف دست پر کھینچی لی
خاتمہ انگشت پندار کہ اسی کی کھینچی
عبر مکتوب خیران گرامی
مسی کی رو بہ سر انگشت حسیان کھینچی
خاتمہ دست سیمان کی مشابہ
اختیار سوختہ قریبی نسبت و بیجی
حوالہ سود و لوہار صرم کبھی فرض
وضع میں سکوا گھر سمجھتی تاف تر باق
صوملی ہیں اسی شیرازی گھر شہر نماز
کیوں اسی قفل و رنج محبت کھینچی
کیوں اسی گوہر نایاب غنیمت کبھی
کیوں اسی نیکمہ سیراں پسند کھینچی
جندہ پروردگار لفظت تو دل کبھی نہیں

زینت تپائی ہی حقیقت اچھا کھینچی
نمازہ سرنگر بیان کہ اسی کھینچی
صبر بازوی شکر خان خود ایا کھینچی
دانش طبع عاشق شیدا کھینچی
سر پستان ہر نیراوی مانا کھینچی
حال مشکین رخ و لکھن سلا کھینچی
نمانہ آہوی بیابان ختم کار کھینچی
رنگ میں شہزادہ زخمیر سہا کھینچی
سکند میں اسی تخت حم صہا کھینچی
کیوں اسی نقطہ پر کار نمنا کھینچی
کیوں اسی مردک دست عفتا کھینچی
کیوں اسی نفس لی ناتہ سدا کھینچی

اور اس کی

اور اس کی تہااری کو سودا گری

بوجہ اسکی خست حضور و اللہ کی

نہ کہانی گہروں لکھتی نہ غلامی یا باجوہ
جو کہانی حضرت آدم پر یہ بستی رومی

سایا مصنف

سنواری نہ دریں احوال و واقعی
تشریف سی سیتہ آب سب گری
آزاد و روموں اور مرا مسلک ہی کل
کیا کم سی رہ شرف کہ غصہ کا غلام ہوں
استاد نہ سی ہو بھی پر غماش کا خیال
جام جهان نہ سی شہنشاہ کا خمیر
میں کیں اور رکھنے مال اسکی مدعا
سیر الکبر گما زو امثال امر
روی سخن تسلی کی طرف ہو تو رو سباد

آپا سبیل جس طبعیت ہیں
کھڑا حوی ذریعہ عزت ہیں
برگتر کیسی سی ہی عداوت ہیں
مانا کہ عاہ و مصف و نروت ہیں
بہ تاب یہ مجال بیفایت ہیں
سو گند اور گواہ کی حاجت ہیں
خبر انبساط خاطر حضرت ہیں
و کیا کہ جارہ خیر الطاحت ہیں
سودا گری صوں نہیں دشت نہیں

محبی
محبی
محبی
محبی
محبی
محبی
محبی
محبی
محبی
محبی

قسرت جبری ہی ہے بے محبت جبری نہیں
 رسی شکری کی جلیہ کہ نہکایت نہیں بھی
 صادق ہیں اپنی قول میں عاخذ اگر وہ
 کہتا ہوں سچ کہ خبرت کی عادت نہیں بھی

فدح

زمرت ایک سب درمجبی تہلکہ کہ بھی
 گھر چوڑی کہ لکھد اگر گھر گھر کی
 اورین و ہوں کہ گھر ہی میں کسی غور نہ ہوں
 خستگی کا ہو پہلا جس کی سبب ہی سرت
 ہاتھ میں نہری رہی تو سن دوت کی نشان
 تو سکتہ رہی مہر انجمن ہی ملنا تیرا
 نجمہ ہی جو اتنی ارادت ہی تو کس بابت ہی
 رونق برقم سہر و مہر تری ذات ہی
 غیسر کیا بھی خود نفرت مری اوقات ہی
 نسبت اک گو نہ مری دل کو تری بات ہی
 سہر و عاشق نام و سخن فانی عا جات ہی
 گو شرف خضر کی ہی مہک پود عالتی ہی

اس گنہ گار نہ گمان ہو دور ماکان ہمار
 غائب خاک میں اہل خرابی ہی
 شمع فانی

بی چار شہزادہ امیر باد معفر
 حیدر رکھیں جن میں بہر کی ہی مست بہر کی ہی

ہوائی

جوائی جاسم سپر کی مٹی اور ہونک کی مٹ
 سبزہ کوروندہ پھری پہر لون کو جابی پھاند
 غالب یہ کہ بیان ہی بخیر مدح پکاؤہ
 بیانی نہیں ہی اب لکھیں کوئی کشتی خواند
 بستی میں سونے روپی کی چٹائی حضور میں
 میں خنکی آگ کی سیم وزر و مہر ماہ ماند

یوں سمجھتی کہ سحر سی خالی کئی ہوئی
 لاکھوں ہی آفتاب ہیں اسلی نہما چاند

در مدح شاد

ای شاد جہانگیر جہاں بخش جہاندار
 ہی غیب سی مردیم مٹی ہند گوشت برت
 جو عقدہ دشوار کہ کوشش سی نہ واپو
 زود کمری اور کھنڈیکو سر ہی بانشارت
 ممکن سی کمری نھر سکندری تراز کمر
 گہر کونسی چشمہ سیوا کی سی طهارت
 آصف رسیدان کی وزارت سی تفرتا
 ہی نخر سیدان جو کمری بڑی وزارت
 ہی نقش مریدی تراز فرمان الہی
 سی دامن غلامی تراز قیام امارت
 تو آب سی گہر سب کمری تھار سیدان
 تو آگ سی گہر دھن کمری ناسخ امارت
 کہ پونہ ہی مٹی موصوفہ رہا میں رودار
 باقی نر ہی آتش سوز اہن حرارت

ہی گرج بھی نغمہ سرا جی میں تو عقل
 کیونکر بکرون مدح کو من ختم دعا پر
 ہی گرج بھی سحر طرز یمن مبارک
 قاصر سی شکایت میں تری میری عبادت
 نوروزی آج تو دن ہی کہ ہو میں ہزار
 نگار کی صنعت جی اہل بصارت

تم کو شرف میرا نہایت
 غالب تو مری عتبہ عالیہ نہایت

افکار عجم کی اگر فرستگاہ ہو
 جس تیس روزہ کیوں کیا گیا ہو
 اوس شخص کو ہر روزی روزہ رکھا کری
 روزہ اگر علیہ تو ناچار کیا کری
 گندارک مصنف حضور شاہ

ای شہنشاہ آسمان اور ملک
 تہا میں اک بنو ای گوشت نشین
 ای جہاندار افشار آفتاب
 تہا میں اک و درمذ شبنہ قطار
 تنہی محکوم جو آب و خشکی
 کہ ہوا جہم ساوڑ
 گرجہ از روی رنگ لیل منبری
 کہ گرجا پنی کو میں کہوں
 رشتہ اس تو اہل رشتہ
 جوں خود را منی نظر میں رشتہ خود
 خابنا ہوں کہ آئی خاک عبادت

شاد ہوں رہا

سادہ ہوں لیکن اپنی جی ہن کہ ہوں
 خانہ زاد اور مرید اور مداح
 باری گھر ہی ہو گیا صد شکر
 نہ کہوں اب سی زکریا سی کہوں
 پسر مرشد اگرچہ محکم
 کچھ زعماری ہیں یا پستی
 کیوں نہ درکار ہو بھی پوشش
 کچھ خیر و اہن ہیں اب کی سال
 رات کو آگ اور دھواں دھوپ
 آگ مانی کہاں ملک ان
 دھوپ کی تابش آگ کی گرمی
 میری خواہ جو بضر ہی
 رسم ہی مروہ کی جہاں ہی
 محکم و محکم ہوں بقید حیات

مابون کا عذر کم کار
 نہا ہر سید سے کوئی نہ
 نہ بتائیں بلکہ نہیں متخیل
 مدحائی ضرورتی اللہ پسار
 ذوق آرائش سرو و سنار
 تباہی مابون چہرہ مراد
 جسم رکتا ہوں ہی اگرچہ نزار
 کچھ نہا یا نہیں ہی اب کی بار
 بدایہ ہیں جہاں الہی میل و نہار
 دھوپ کہادی کہاں ملک جاندار
 وقار بنا مذاپ ار نثار
 درسی ملن کا ہی حجب ہنجا
 خلق کا ہی آئی ملن ہمدار
 اور جہاں ہی ہو سالین دور مابار

لکھتیا ہوں ہر مہنی قمر من
 میری تنخواہ میں تہا سائے کا
 آج مجھ سا بہن زمانہ میں
 رزم کی دستاں گھر سننی
 بزم کا التزام گھر کیجی
 غلام کی لہر و سخن کی داد
 آج کا بندہ اور بیرون تنگ
 میری تنخواہ کیجی ماہ سہ ماہ
 ختم کرنا ہوں اب دعا کہلام

اور مٹی ہی سود کی تکمیل
 ہو گیا ہی شرب کا کار
 شاخری تنگ کو خوش گفتار
 ہی زبان میری بیخ جو ہر دار
 بہت کم میری ابر گوہر بار
 مہر ہی لہر لہر و نہ محکو پیار
 اب کھانو کھراور کھانوں اوہ دار
 تاناہو محکو زند گے و شوار
 شاخری ہی بہن بھی سرو کار

تم سلامت رہو ہزار برس
 ہر برس کی ہوں دل چاہی ہزار
 و طعاب

کیلئے ہوں لازم ہی میرا نام نہی
 ہو غلبہ میری کسی کسی ہے

جہاں جو کوی فتح و ظفر کا لہی
 کہ خوش شربک ہو میرا شربک لہی

(۲۵)

قطعه تارخ

خجرا نمینی طلی میرزا جعفر
 کہ جلی دہی سی سبکنا موای جی محفوظ
 ہوتی ہی ہستی تیر خندہ سالیں
 نکیرں ہر ماوہ سال عیسوی محفوظ
 ۱۲۰۵

قطعه تارخ

ہوتی میرزا جعفر کی شادی
 ہوا برہم طرف میں رفیق نامید
 کہنا لب سی تارخ کی گاہی
 تو دلہا شرح غشیں جمنید
 گواہی بابت ہا کی غایت زادن
 در باروں سیم آشنا نہیں
 کاؤں بہ ماتہ ہوتی ہیں کمرنی ہوئی سلامت
 اس سخی ہر اد کہ سیم آشنا نہیں

رباعیات

بعد از اتمام ہر عید اطفال
 ایام جوانی رہی ساغر نشین حال
 از ہر کی ہیں تا موافق سیم خدم
 ای عرشد شہ کفہ تم استقبال
 زینہ رخ حریفان کا غم نہا
 کیا شرح کروں کہ فرفر عالم نہا
 دیا میں ہزار آنکھ سی صبح ملک
 ہر قطر آنکھ دیدہ ہر غم نہا

آتش بازی جی جی شعل اطفال ^{الغیا} سی ہرزہ خیر کا بھی سپور کا حال
تھا جو جیشتی ہی قیامت کوئی ^{الغیا} ٹھکڑوں کی ہٹی گھائی گھمائی لکال

دل تھا کہ جو جان ورتھید سہی ^{الغیا} لی تابی رنک دھرت دیدہی
ہم اور سرور کی تحلی آنسو س ^{الغیا} در تکرار روا نہیں تو تھید سہی

ہی خلق حد قماش ٹرنیکی ^{الغیا} مٹی سخت کدہ قماش ٹرنیکی مٹی
بھی ہر بار صورت کاغذ باد ^{الغیا} مٹی ہیں سیرید بھاش ٹرنیکی مٹی

دل سخت ہو نہ ہو گیا سی ^{الغیا} گو یا اویس سی گلہ مند ہو گیا سی ^{الغیا} گو یا
بریا کی آگنی بول سکتی ہی نہیں ^{الغیا} غالب مند ہو گیا سی ^{الغیا} گو یا

وگہ جی کی بست ہو گیا سی ^{الغیا} غالب دل رنک کی بند ہو گیا سی ^{الغیا} غالب
واللہ کہ شب کو نید آتی ہی ^{الغیا} ہتھن سونا سو گند ہو گیا سی ^{الغیا} غالب
مشکل ہی رہیں کلام سیرا ابدل ^{الغیا} زین شکی رہی شیخو زبان کامل
آسان کہنی کو کمرنی ہیں غلاما سیں ^{الغیا} گویم مشکل و گمر نہ گویم مشکل

۱۰۰ ہرچی ہی جو محکوم ہوا ہم چاہے وال
 ہر شہر ہندو لال ہی بخت کو جدال
 قلعہ بھر ہے لطف و عیادت شہنشاہ پر وال
 ہی دولت و دین و دانش و داد کی وال

۱۰۱ ہر شہر میں صفات نوا کھلی ہاں
 ہر شہر شاد و نہ کیوں سانس و عالی ہاں
 زار جلدی و خانی ہاں
 ہی اب کی کتب قند رود وال ہاں

۱۰۲ ہر شہر کی نقاسی خلق کو شاد کمری
 بیدوی جو گئی ہی رشتہ عمر میں گمانہم
 تماشہ شمع و دانش و داد کمری
 ہی صفر کہ افزائش اعدا و کمری

۱۰۳ ہر شہر میں لکھتہ تار ہوں ملک سوا
 ہر شہر کہ کو ایک گھر میں فخر کمن
 اتنی ہی ہر شہر ہوں ملک سوا
 ایسی گھر میں ہر شہر ہوں ملک سوا

۱۰۴ کہتی ہیں کہ اے مردم آزار ہین
 جو تیرے کفر و غم سی اوٹھا ہاں
 شہر و شہر ہی پرکش سی اسی عمار ہین
 کیونکر مانوں کہ اور کس میں نور ہین
 ہم گھر ہی سلم کمری و اسے
 کمری ہین درگاہ کام کمری و اسے

کہتی ہیں کہیں خدا ہی اللہ اللہ وہ آب میں صبح و شام نہر ہو آسمان

سماں جو خواب کہانی للہون آرام کی اسباب کہانی للہون

روزہ مرا ایمان ہی ہے لیکن خشناں و برف آب کہانی للہون

اے ہم کی پیچون کر کوئی کیا جانے بھیجی میں جو ارمان تیرے واسطے

گن گرو بیگی ہم دعا ہیں سربار غیر روزہ فی تسبیح کی میں یہ دعا ہے

الحمد لله والحمدت کہ دیوان غالب مجھ میں رہا بندہ

احقر العباد فقیدت مال منور لعل دل شہو لالہ

وہ میری لال مقام نہ دین مجھ کو غائب غائب

خداوند کمالی زمان فصیح سخن فصیح شان انوار و نورانی

الفاظ معنی و واقف موقف علوم نیکہ وانی خاں خاں

صاحب امری بیاس ملا خطه جناب موصوف ممی
 و دیگر بسیار که شدنی پوزمانی سر ۱۹۰۲ مطابق ۱۳۸۰
 تاریخ ۲۰ ماهی عیسوی و نایم ۱۲ صفر ۱۳۸۱ هجری
 روز شنبه بوقت شش گهری روزی بر آمده صورت
 انشام بدرفت امیدوار از صاحبان ملا خطه ام
 که اگر شطانی رفته باشند براه عطا عفو فرمایند

کتابیات

دیوان غالب	مفتی محمد انوار الحق لکھنؤ	۱۹۸۲ء
دیوان غالب	نسخہ حمیدیہ حمید احمد خاں، لاہور	۱۹۹۲ء
دیوان غالب مرقع چغتائی	عبد الرحمن چغتائی لاہور	۱۹۲۸ء
دیوان غالب	نسخہ عرشی لاہور	۱۹۹۲ء
کلیات غالب فارسی	مرتبہ امیر حسن نورانی لکھنؤ	۱۹۶۸ء

FOREWORD

I take great pleasure in informing that the National Mission for Manuscripts has published a facsimile edition of a rare manuscript of the very famous Urdu and Persian poet, Mirza Asadullah Khan Ghalib who died in 1869 AD at Delhi. Ghalib's legacy has an important place in the literary heritage of our country. His poetry is a source of inspiration of Indian society and culture which has been narrated in this Diwan quite forcefully.

The Mission is thankful to Prof. Abdul Haq, who is a very respected scholar of Urdu literature and is known for the visionary study of Iqbal and other classical Urdu manuscripts, for taking up the project and for his untiring efforts in publishing the work. The National Mission for Manuscripts is committed to restoring and publishing the rare manuscripts of Indian languages. So far, no manuscript of Diwan-e-Ghalib has been published containing the original style of his writing.

We hope that the lovers of literatures and scholars of Ghalib and Urdu poetry will welcome this rare edition of Diwan-e-Ghalib with great interest.

Prof. Pratapanand. Jha

, Director

National Mission for Manuscripts

Introduction

Ghalib and Iqbal are the best known and the most popular poets of Urdu. Both are bilingual and their Persian poetry is much more rich in comparison to Urdu but their fame rests on Urdu. Iqbal is unparalleled due to his sublime philosophical thought and revealed ideas in a refined creative expression. Ghalib composed a small Diwan in Urdu which contains less than two thousand couplets and was published five times in his life. Many changes were made by Ghalib in the text in same editions. Minor variations have occurred because of different editions. Scholars have brought the edited text of his Diwan. It is strange that no copy of manuscript, written by Ghalib or by his contemporary is presently available. The manuscript in my hand has a significant value and importance. It was calligraphed three months after death of Ghalib. It has been calligraphed by Manohar Lal, son of Shiv Lal and it was presented to Saheb Ramji a landlord of Hindon, Ghaziabad.

The manuscript has a rare literary significance as an authenticated copy of Diwan of poet's age. The style of writing of that period is preserved in the manuscript. The presentation of writing of that time compelled me to publish it in its original form without any emendation or change. I am happy that the National Mission for Manuscripts agreed to my request. I express my thanks to Shri Ram Bahadur Rai, the President, IGNCA, Professor Pratapanand Jha, Director, N.M.M and Dr. Sanghamitra Basu for their courteous cooperation.

Dr. Abdul Haq
Professor Emirates
Delhi University, Delhi

Published by:
National Mission for Manuscripts
11-Mansingh Road,
New Delhi-110001
Phone : +91 11 2307 3387
E-mail : director.namami@nic.in
Website : www.namami.org

Co-Published by:
ASILA OFFSET PRINTERS
1307-8, Kalan Mahal, Darya Ganj,
New Delhi-110002
Phone : +91 11 23289539
Mobile : +91 9871202888
Email : javedasila@gmail.com

Price : Rs. 500/-

ISBN : 978-93-80829-02 9 (Series)
978-93-80829-82-

First Published 2021

© 2021, National Mission for Manuscripts

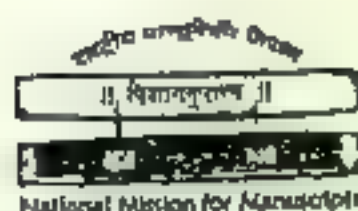
All rights reserved including those of translation into foreign languages. No part of the book may be reproduced, stored in a retrieval system or transmitted in any form, or by any means electronic, mechanical, photocopying, recording or otherwise without the written permission of the publisher

DIWAN-E-GHALIB

(Facsimile edition of rare manuscript)

Editor

Abdul Haq



Published by

National Mission for Manuscripts, New Delhi

Asila Offset Printers, New Delhi

PRAKASHIKA

Number 53

General Editor
Pratapanand Jha

DIWAN-E-GHALIB

The experiences and knowledge from our past are recorded in manuscripts which have been handed down to us over several thousand years. The Government of India, through the Department of Culture, took note of the importance of the vast tangible heritage and established the National Mission for Manuscripts. In order to disseminate the knowledge content of manuscripts, the Mission has taken up several programmes such as lectures, seminars and workshop. The Mission publishes the proceedings of the above-said programmes under the following series: Samrakshika (on conservation), Tattavabodha (papers of Tattavabodha lectures), Samikshika (seminar papers), and Kritibodha (transcribed and edited text prepared during advance level manuscriptology workshops conducted by the Mission) Moreover the National Mission for Manuscripts has taken up a project under Prakashika series for publishing rare and unpublished manuscripts in three formats-(1) Facsimile, (b) Critical edition and (c) Critical edition with translation.

The present manuscript, Diwan-e-Ghalib is getting published by the National Mission for Manuscripts under its Prakashika series.

About the Book

This is the most rare, and valuable manuscript of Diwan-e-Ghalib, which was calligraphed just after the death of Mirza Asadullah Khan Ghalib, who is a celebrated poet of the century. Since there is no manuscript written by Ghalib is available so far, hence this manuscript in hand has significant importance. It contains the style of writing of his time, which has been preserved in this facsimile edition.

प्रकाशिका - ५३
Prakashika - 53

DIWAN-E-GHALIB

Editor:
Abdul Haq

